نصر من اللہ و فتح قریب

سفرنامہ ناصر

یعنی حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ کا سفر نامہ جو آپ نے
قادیان دارالامان میں ہسپتال - مسجد اور دار الضعفاء کے چندہ
کے لئے قادیان سے کلکتہ - حیدر آباد - بمبئی - تک کیا

اور

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی نے اغراض بالا کی امداد
کیلئے اس کے چھپوانیکی تحریک کرکے اپنے
مطبع انوار احمدیہ قادیان میں
چھاپا
مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

۸۰۰ — جلد اول — قیمت ۳/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کر خدا سے ذرا حیا ناصر
کام عقبیٰ کا کچھ بنا ناصر

سستی و کاہلی کو چھوڑ ذرا
چست و چالاک بن برائے خدا

خوب کر کام تا ملے انعام
محنت و سعی کر کہ آوے کام

کچھ تو محنت بھی کر خدا کیلئے
جس نے ہیں تجھ کو ہاتھ پاؤں دئے

تیری سستی سے کام ہے مندہ
احمدی بھائیوں سے لا چندہ

اب سفر سے نکر ذرا پس و پیش
کہ یہ دنیا نہیں ہے جائے ہمیش

یہ بلا شک سرائے فانی ہے
چار دن کی یہ زندگانی ہے

محنت و سعی سے بنا کچھ کام
یوں ہی کھا کر طعام کر نہ حرام

ایک مسجد بنا کے سو رہنا
کام ہرگز نہیں ہے یہ اچھا

مسجد النور ہو گئی طیار
اس کے ذمہ ہے پر ابھی تو ادھار

اس کے ذمہ سے تو یہ قرض اتار
اس کے قرضہ کا تو ہے ذمہ دار

کر شفاخانہ کے لئے کوشش
اب شجاعت کی پہن تو پوشش

ہو کے طیار جلد باندھ کمر
جز خدا کے نہ کر کسی سے خطر

گھر سے اپنے نکل برائے خدا | تاکہ لطف و کرم دکھائے خدا
سال سارا گذر گیا ہیہات | آگیا سر پہ موسم برسات
ہوگئی دور سوزش و گرمی | اب تو گرمی میں آگئی نرمی
مشورہ دل سے کر کے میں نکلا | مستعد ہو کے میں بٹالہ چلا
بست و پنجم تھی جون کی اُس روز | میں سفر کے لئے چلا جس روز
ساتھ اک دوست تھے سمیع اللہ | بڑے خوش خو بہت مطیع اللہ
ہم بٹالہ سے بس سوار ہوئے | اور بیاسہ سے جلد پار ہوئے
پہنچے کرتار پور آخر کار | ہوئے تانگہ پہ واں سے جلد سوار
خیر سے پہنچے ہم کپور تھلے | بگھی خانہ کی سمت واں سے چلے
ملے خانصاحب اور سب احباب | مجھ کو راحت کے مل گئے اسباب
صبح سلطان پور میں آیا | نہ کسی احمدی کو واں پایا
کوئی بھی احمدی ملا نہ وہاں | کرتا آرام دو گھڑی میں جہاں
میرے ہمراہ تھے سمیع اللہ | جو کہ یکرنگ دوست ہیں واللہ
اسپ مادہ وہ ایک لے آئے | ان کے باعث سے میں سکھ پائے
گیا گھوڑی پہ چڑھ کے آلو پور | واں پہنچکر ہوا نہ میں مسرور
گھر پہ موجود تھا نہ نمبردار | جو کہ اس سلسلہ کا ہے اک یار
اس کے گھر پر ہمیں ملا آرام | رہے ہم انتظار میں تا شام
رہا خدمت میں بھائی بدر الدین | اُس کی خدمت ہے لائق تحسین
ہوئے اُس گانوں میں جو ہم بے چین | آگیا شام کو محمد حسین
ہوگئے اس سے ملکے ہم خوشدل | چندہ بھی واں سے ہوگیا حاصل
صبح کو وہ ہوا ہمارے ساتھ | بھاگو رائیں نے لگ گیا کچھ ہاتھ

مڑ کے سلطان پور ہم آئے
مرزا برکت علی سے کچھ لائے

لیکے چندہ مڑے کپور تھلے
شام کو پہنچے ہم تھکے ماندے

دوسرے روز وہاں ہوئی تحصیل
کی نہ دینے میں وہاں کسی نے ڈھیل

ایک دن خوب مینھ وہاں برسا
ہوگئی دور سوزش گھرسا

لیکے چندہ چلا جلندھر کو
وہاں سے بھی ملگیا کچھ احقر کو

احمدی ہیں وہاں فقط دو چار
بعض ان میں سے ہیں بہت نادار

اک برادر نے کی بہت امداد
دے خدا اس کو اسکے دلکی مراد

اس کے گھر پر رہا تھا میں دو رات
آیا وہاں لطف موسم برسات

جب جلندھر سے مینے کوچ کیا
اور پھگواڑہ جا کے میں پہنچا

وہاں سے ٹمٹم پہ میں سوار ہوا
اور بنگہ میں جا کے میں اترا

رل گئے الجگہ میاں رحمت
ہوگئی دور سب مری زحمت

جمعہ کے بعد میں وہاں پہنچا
وہاں کی مسجد میں کردیا ڈیرا

کپڑے دھلوائے اور نہایا خوب
دوستوں نے مجھے دبایا خوب

چندہ کوشش سے ان کی ہاتھ آیا
خوب آرام اس جگہ ...... پایا

ہوں میں ممنون ان کی خدمت کا
دے خدا ان کو اس کی نیک جزا

وہاں کے احباب ہیں بہت خوشخو
بڑے مسکین اور بہت کم گو

دوسرے روز میں وہاں سے چلا
وہاں سے کریام کا لیا رستہ

ہوا شب کو میں داخل کریام
کیا احمدؐ کے گھر پہ مینے قیام

مرے ارشاد کی ہوئی تعمیل
دوسرے روز ہوگئی تحصیل

چودھری ہیں وہاں غلام احمدؐ
کی انھوں نے مری بہت ہی مدد

میرے ہمراہ وہ گئے راہوں
مہربانی کا ان کی ہوں ممنوں

راہوں بالکل اُجاڑ ہے اک شہر
ہیں شکستہ وہاں در و دیوار
گھر ہیں ویران مسجدیں ویران
پڑی سنسان ہر عمارت ہے
ہیں محل اور مکان عالیشان
نیم اور املیاں تو ہیں موجود
بستی کہنا اسے نہیں زیبا
دیکھ کر اس کو ہوتی ہے عبرت
ساکنوں کی ہے شامت اعمال
بستے بستے اُجڑ گیا راہوں
ہیں ہزاروں مکاں وہاں ویران
لوگ غفلت میں ہیں پڑے سوتے
ہے عمارت بہت وسیع و فراخ
ہے عیاں اس سے طرز ہندوستاں
وحشت افزا پڑا ہے بیچارہ
نیک مردوں سے ہو گیا خالی
جائے بلبل چغد نے لی افسوس
ہائے افسوس شامت اعمال
ناصر اب مختصر تو کر قصہ
یہاں سے دو شخص ہیں گئے باہر
اس جماعت میں نامور ہیں وہ

ہے برستا وہاں خدا کا قہر
ہے برستی وہاں خدا کی مار
جن وہاں بستے ہیں و یا شیطان
کر دیا قہر حق نے غارت ہے
بسنے والوں کا پر نہیں ہے نشان
ان کے مالک مگر ہوئے مفقود
ہے نگر پر پڑا ہے وہ اُجڑا
ہے خدائے کریم کی قدرت
کہ پڑا اس طرح کا اس پہ وبال
قبر میں زندہ گڑ گیا راہوں
جو کہ ہیں کوئی دن کے اب مہمان
در و دیوار اپنے ہیں روتے
ہیں بلند اس جگہ کے بام و کاخ
نہیں پنجابیت کا اس میں نشاں
ہو گئے ساکنین ...... آوارہ
اس چمن کا نہیں رہا مالی
کیسی ویرانی اس نے کی افسوس
جس نے راہوں کو کر دیا پامال
یہاں سے بھی لوٹنے لیا حصہ
فضل اپنا خدا کرے ان پر
اہل دین اور اہل زر ہیں وہ

ان سے ملنا نہ تھا نصیب میں بس
ناصر دلفگار چھوڑ...... ہوس

اس نہ ملنے میں کوئی حکمت ہے
سربسر تجھ پہ حق کی رحمت ہے

راہوں سے ایک گاؤں میں آیا
چندہ اس گاؤں سے بھی کچھ لایا

کہتے اُس گاؤں کو ہیں بیرسیان
رہتے ہیں ایک ہمارے دوست وہاں

شب کو آخر کریم پور گئے
نہ سمجھنا کہیں کہ دُور گئے

صُبح سے شام تک چلے چھ کوس
کچھ روپے آج کم ملے افسوس

گاؤں میں ہم گئے بوقت شام
ہم سے آکر ملا وہاں کا امام

نام ہے اُس کا حاجی احمد دین
ہے عیاں اس کے مُنھ پہ نورِ یقین

مُجھ سے اور چودھری سے خوب ملے
دلِ ہمارے مثالِ غنچہ کھلے

شب کو کھانا اُنھوں نے پکوایا
بڑی عزت سے ہم کو کھلوایا

وہاں سے چندہ وصول ہم نے کیا
دوستوں نے بڑی خوشی سے دیا

ظہر کے بعد ہم ہوئے رخصت
اس سے زیادہ ہمیں نہ تھی فرصت

یہاں سے رخصت ہوئے غلام احمدؐ
دی سفر میں اُنھوں نے خوب مدد

یہاں سے لنگڑوعہ ہے بہت ہی قریب
رہتے ہیں وہاں ہمارے چند حبیب

ان میں ہیں ایک دوست جیون خاں
پیشوائی کو میری آئے وہاں

آکے پکڑا اُنھوں نے میرا ہاتھ
گیا لنگڑوعہ میں میں ان کے ساتھ

وہاں ملا میں غلام قادر سے
وہ بہت ہی خوشی سے مجھ سے ملے

ان کی کوٹھی میں شب قیام رہا
رات بھر بس وہیں مقام رہا

بڑے آرام سے گذاری رات
حسب منشا ہوئی وہاں ہر بات

صبح کو جب اُنھوں نے چندہ دیا
چڑھ کے ٹٹو پہ میں نے کوچ کیا

کاٹھ گڑھ دوپہر کے بعد آیا
کھانا وہاں جاکے میں نے کچھ کھایا

گھر پہ عبدالسلام نے کے ٹھہرا
وہ گئے وہانسے میں وہاں آیا
ان کے والد نے کی بہت خدمت
اور احباب سے وہاں کے مِلا
کھیتی بونے کے کج گل ہیں دِن
گانوں میں وہ نظر نہیں آتے
تھکے ماندے وہ شبکو آتے ہیں
کسب بیشک حلال ہے ان کا
گر نہ اس میں کریں وہ آلائش
عورتوں پر کریں نہ ظلم و جور
بہنوں اور مائیوں کو دیویں حق
بیٹا بیٹی کے حق کو پہچانیں
کریں منظور شرع کی تقسیم
چھوڑ دیویں وہ اپنے رسم ورواج
تا درِ فیض حق کھُلے ان پر
ہوں نہ ثانی نکاح کے دشمن
رانڈ کے گھر کو وہ کریں آباد
اپنے پچھلے طریق سے باز آئیں
بھائیوں سے نہ دشمنی رکھیں
ساری بیجا رسوم کو چھوڑیں
بھائیو چھوڑ دو رہِ شیطان

پر یہ افسوس ہے نہ اسنے ملا
ہیں نے اُن کو نہ اُس جگہ پایا
کی بہت میری عزت و عظمت
کاٹھ گڑھ پر کرم کرے مولا
کُل زمیندار بن گئے ہیں جن
منھ اندھیرے ہیں وہ چلے جاتے
روزی مشکل سے وہ کماتے ہیں
صاف اور پاک مال ہے ان کا
دین و دُنیا کی پائیں آسائش
ان کے حق میں بھی وہ کریں کچھ غور
اپنی بھر جائیوں کو دیویں حق
اور خدا کے حدود کو جانیں
کر بہت اس کی پاک ہے تعلیم
رکھیں انصاف کا وہ سر پر تاج
بنیں دُنیا میں جنت انکے گھر
شرع کی راہ کے نہوں رہزن
نہ کریں اپنے دین کو برباد
احمدی بنگئے کچھ تو وہ شرمائیں
اب حلاوت وہ دین کی چکھیں
نہ خدا کی حدود کو توڑیں
تاکہ آوے حلاوت ایمان

شرع کے حکم کو قبول کرو — اور خدا کی رضا حصول کرو

احمدی بن کے پھر بنو نہ خبیث — مانو قرآن اور نبی کی حدیث

پاک دل پاک نفس بن جاؤ — نہ پرائے حقوق کو کھاؤ

تم مُرید اپنے پیشوا کے بنو — چھوڑو شیطان کو خدا کے بنو

زندگی چار دن کی ہے بھائی — فکر دُنیا میں ہو نہ سودائی

دین کو دُنیا پہ اختیار کرو — جس قدر ہو سکے ستوار کرو

میرے کہنے کا تم بُرا نہ مناؤ — چھوڑ دو غفلت کو ہوش میں آجاؤ

یہ زمانہ ہے خیر و برکت کا — دور پھینکو یہ طوق لعنت کا

قادیاں جا کے علم کو سیکھو — نیک بختوں سے علم کو سیکھو

متقی بن کے وہاں سے تم آؤ — دین حق کو وطن میں پھیلاؤ

نیک باتوں کا تم کرو چرچا — دشمنوں کا فرو کرو غوغا

خود نمونہ بنو بھلائی ..... کا — ہاتھ پکڑو پھیلنے بھلائی کا

خودنمائی کو چھوڑ دو ...... یارو — اپنے نفس خبیث کو مارو

دل نہ دُنیا سے دُوں سے شاد کرو — راہ مولا میں تم جہاد کرو

کچھ نہیں آج حاجت تلوار — مرد بن کر سہو عدو کے وار

پھر بہ نرمی تم اُس کو سمجھاؤ — زخم کھا کر بھی تم نہ جھنجلاؤ

استقامت سے کھلتے ہیں عقدے — جیسے باد نسیم سے ..... غنچے

ہے بڑا ہی مفید جو ہتھیار — وہ تو ہے توبہ اور استغفار

اس سے بڑھ کر نہیں ہے آلۂ جنگ — اس سے گھٹیل ہیں ساری تیر و تفنگ

رات کو اُٹھ کے تم دُعا مانگو — بس خدا سے فقط خدا مانگو

چاہیئے ہے تمہیں خدا طلبی — یہی فرما گئے ہیں پاک نبی

جب خدا ملگیا تو پھر کیا ہے — سب ہمارا ہی دین و دنیا ہے
نہ ملا وہ تو پھر ملا کیا خاک — نہیں جس دل میں وہ وہ ہے ناپاک
اس کے در کے گدا ہیں سارے شاہ — دوجہاں میں وہی ہے پشت پناہ
جس نے جانا اسے وہ ہے دانا — خوش وہ ہے جس نے اسکو پہچانا
اس کی دوری ہے آتش سوزاں — اس بلا سے ہمیں خدا کی اماں
تم میں آیا تھا ایک خدا کا رسول — تم نے اس کو کیا تھا دل سے قبول
پختہ اقرار تم نے اُس سے کئے — ہائے افسوس پھر وہ توڑ دئے
پاس کے جاتے ہی ہو گئے گمراہ — کیا نامہ کو تم نے اپنے سیاہ
نہ رہے اپنے قول پر قائم — کیا رہو گے جہان میں دائم
آخرش مر کے یہاں سے جاؤ گے — اپنے مولا کو مُنھ دکھاؤ گے
بھائیو اُس گھڑی کو یاد کرو — نہ یہاں کوئی اب فساد کرو
ٹوٹے قولوں کو پھر کے تم جوڑو — ایسا جوڑو کہ پھر نہ تم توڑو
اپنے مولا کو اب منالو تم — کام بگڑے ہوئے بنالو تم
عمر کی قدر کچھ کرو یارو — نیک بن جاؤ اے مرے پیارو
حشر اور نشر کا خیال کرو — حق کا پیش نظر جلال کرو
پھر ذرا سوچو اپنے تم اعمال — لاؤ دل میں ذرا خیال مآل
دل مرا کانپ جاتا ہے — جب خیال مآل آتا ہے
سید صاحب ہیں کوئی خانصاحبا — دینگے کسطور امتحاں صاحبا
جبکہ مرنیکا وقت آئے گا — خیرو کون یہاں سے جائیگا
کون ہووےگا زردرو اس وقت — ملک الموت آئے گا جس وقت
قبر میں جب سوال ہووےگا — کون خوش ہوگا کون روے گا

روبرو جب خدا کے جائینگے
کیونکہ ہوویگا وہاں پہ جھگڑا
جب کہ وہاں ہاتھ پاؤں بولینگے
راز کوئی چھپا نہ ہووے گا
ذرہ ذرہ کا جب حساب ہوا
ڈھانک پردے ہمارے ای ستار
کر عطا ہمپہ اے مرے وہاب
ہم نحیف و ضعیف ہیں بندی
جوش میں لا تو اپنی رحمت کو
ہم کو تو حق پہ استقامت بخش
سن لے ہم غمزدوں کی تو آہیں
اپنی الفت کا ہم کو جام پلا
ہم شکستہ ہیں مومیائی دے
ہم ہیں ناپاک ہمکو پاک بنا
زخم دل پر ہمارے رکھ مرہم
کشتی کر ہمارے سکر دور
دور کر دل سے شوق دنیا کا
جس لئے آئے تھے ہمارے امام
ہم سے لے اپنے دین کی خدمت
جوش نہ بنی ہمارے دل میں کر
فضل کا ہمپہ اپنے کر سایہ

کس طرح کی سزائیں پائینگے
کیونکہ ہوگا کلام ...... کا یارا
عقدہ ہائے کہن کو کھولینگے
جو کیا ہے وہ آپ کھوے گا
کام سمجھو کہ پھر خراب ہوا
بخش دے ہمکو اے مرے غفار
توبہ کرلے قبول اے تواب
ہیں ہمارے تو فعل سب گندے
تو بدل دے ہماری حالت کو
اپنی جانب سے یہ کرامت بخش
کھولدے اپنی ممت کو راہیں
فضل سے غنچہ مراد کھلا
ہم ہیں بیمار تو دوائی دے
اپنے در کی تو ہم کو خاک بنا
دے خوشی سے بدل ہمارے غم
دور کر عقل کا ہماری فتور
ذوق دے ہم کو ملک عقبیٰ کا
اے خدا ہم سے تو کرا وہ کام
کش بے ہمتوں کو تو ہمت
چاشنی حق کی آب دگل میں دے
بخشش ایمان کی ہمیں مایا

ظلمتیں ساری دور کر دے تو
دل دانا ہمیں عطا فرما
زنگ دھودے ہمارے سینوں کے
دشمنی دور کر محبت دے
ہم غریبوں کے اپنے یار بہن
بخش تو ہم کو صبر و استقلال
دور رکھ ہمکو خود ستائی سے
فہم بیجا سے ہم کو رکھنا باز
اے خدا ہم کو شہو تو نے بچا
تو دنی الصفات ہمکو نہ کر
کر تکبر سے ہمکو پاک و صاف
اپنے آپسمیں ہمکو الفت دی
دور کر اختلاف آپس کے
الفت و مہر بخش سینوں میں
طرز یوسف کے بھائیوں کی نہو
حسد و بغض سے پناہ تیری
دور رکھ تو نفاق سے ہمکو
پھوٹ سے ہم کو تو بچا یارب
یکدل و یک زبان بنا ہمکو
جھوٹ و غیبت کی دور کر عادت
نکتہ چینی سے ہمکو رکھ محفوظ

ہم ہیں بے نور نور بھردے تو
چشم بینا ہمیں عطا فرما
دور کر دے پہاڑ کینوں کے
بغض و نفرت سے ہمکو نفرت دی
اہل عالم کے نمگسار بنیں
ہر خرابی کے وقت ہمکو سنبھال
تو بچا ہم کو خود نمائی سے
دور فرما ہمارے حرص و آز
جن سے ہوتا ہے آدمی اندھا
ہمکو پُر خیر کر نہ کر لیس شر
دور کر دل سے غفلتوں کے غلاف
بھائیوں سے ہمیں محبت دے
کر دے سب کام صاف آپسکے
کر کمی تو ہمارے کینوں میں
ہم میں عادت و قصائیوں کی نہ
جس سے خلقت ہوئی تباہ تیری
ہم عنان کر وفاق سے ہم کو
یہ بلا ہمپہ تو نہ لا یارب
ہر برائی سے تو بچا ہمکو
فضل سے ہمپہ اپنے کر رحمت
کر عطا ہمکو نیک و پاک حظوظ

دور کردے ہماری ...... خود بینی — تو چھڑا عادت سخن چینی

مومن و متقی بنا ہمکو — ہر برائی سے تو بچا ہمکو

کر ہمیں محسنیں میں داخل — اہل صدق و یقین میں داخل

سرد کر دل پہ اُلفت دُنیا — اپنی الفت کا ہمکو بخش مزا

تجھ سے ڈرتے رہیں ہمیشہ ہم — ہووے حالت خوشی کی یا ہو غم

تیری عزت ہمارے دل میں ہو — الفت دین آب و گل میں ہو

تیری اُلفت سے ہو دیں ہم بھرپور — نور سے تیرے ہو دیں ہم پُر نور

کریں ہم مال و جان تجھ پہ فدا — خوف تیرا ہو اور تجھی سے رجا

زندگی ہو ہماری دیں کے لیئے — نہ کہ دُنیا کے مہر و کیں کیلئے

نجم ثاقب ہمیں بنا یارب — کر شیاطین کو فنا یارب

تیرے بندوں پہ ہم کریں رحمت — ابن آدم پہ ہم کریں شفقت

جانور کو بھی ہم نہ دیں تکلیف — مار کر اُس کو ہم کریں نہ نحیف

دوست و دشمن کے حق بجا لائیں — تجھ سے انعام اس کا ہم پائیں

جس سے الفت ہو تیری خاطر سے — ہو عداوت تو تیری خاطر سے

کچھ اگر دیں تو تیرے منھ کے لئے — ہاتھ روکیں تو تیرے منھ کیلئے

کریں خلقت کو ظلم سے آزاد — فضل سے تیرے ہم مٹائیں فساد

خیر و برکت جہاں میں پھیلائیں — نیک تعلیم دیں جہاں جائیں

شرک کو کل جہاں سے دور کریں — منتشر کل جہاں میں نور کریں

بن کے دکھلائیں ہم مثال نیک — جگ میں پھیلائیں ہم خیال نیک

خلق و نرمی سے ہووے جنگ و جدل — امن میں تا نہ آئے اِس سے خلل

لوگ گرمائیں ہم نہ ...... گرمائیں — میٹھی باتوں سے اُن کو شرمائیں

چاشنی ہو کلام میں ایسی
ہوتی ہے قند و شہد میں جیسی

دل کو غیروں کے ہاتھ میں لائیں
دشمنوں کیلئے بھی غم کھائیں

جو شکستہ ہیں اُن کو ہم جوڑیں
نہ کسی بھائی سے کبھی توڑیں

کام ایسے کریں کہ خوش ہو تو
ہو ریا کی نہ جس میں بالکل بو

[illegible] مصیبتیں جھیلیں
قرضے لوگوں کے اپنے سر لیں

بےکسوں کی مدد کریں ہر وقت
ان کی آفات رد کریں ہر وقت

سب سے چھوٹے بنیں بنیں نہ بڑے
نرم ہو سب سے ہم بنیں نہ کڑے

متواضع ہوں تیرے بندوں سے
ہم رہیں دور خود پسندوں سے

بھولے بھٹکوں کے ہم بنیں رہبر
بازو ٹوٹوں کے ہم بنیں شہپر

تھکے ماندوں کا بوجھ سر پہ اٹھائیں
خدمتِ خلق سے نہ ہم گھبرائیں

سرنگوں ہوں نہ ہم بنیں خودسر
صاحبی چھوڑ کر بنیں چاکر

مہر و الفت ہو پیار ہو ہم میں
عجز اور انکسار ہو ہم میں

بن کے گل خوش کریں دماغوں کو
خوشنما ہم بنائیں باغوں کو

دل خراشی کریں نہ مثلِ خار
نہ ڈسیں ہم کسی کو مثلِ مار

بلبلیں ہم بنیں نہ زاغ بنیں
روشنی دینے کو چراغ بنیں

گفتگو میں کسی سے ہم نہ لڑیں
بات کرنے میں مُنہ سے پھول جھڑیں

دردمندوں کے درد و دکھ کو مٹائیں
دے کے سکھ دل میں اپنے راحت پائیں

دشمنوں کو بھی ہم پیار کریں
مارنے والوں پر نہ وار کریں

بیقراروں کو ہم تسلّی ...... دیں
جز ثواب ان سے اور کچھ بھی نہ لیں

ہم یتیموں کے باپ بن جائیں
دکھیا جو ہوں وہ ہم سے سکھ پائیں

بردباری میں ہم ہوں کوہِ وقار
ہاتھ سے دیں کبھی نہ صبر و قرار

ہووے مقصد تیری رضا جوئی ۔ چھوڑ دیں ہر طرح کی بدخوئی
رکھ کے قوت بھی ہم نہیں مظلوم ۔ گو کہ آہن ہوں پر نہیں ہم موم
خود پرستی کا کچھ خیال نہ ہو ۔ خواہش عزت و جلال ...... نہ ہو
دشمنوں سے بھی انتقام نہ لیں ۔ اور درشتی سے کوئی کام نہ لیں
تیرے نمونہ پر چلیں شب و روز ۔ تو بنا ہم کو ماہ دل افروز
بنیں تیری کتاب کے خادم ۔ اس کے اعدا کو ہم کریں نادم
تیرے قرآں کو ہم سناتے پھریں ۔ بگڑے بگڑوں کو ہم بناتے پھریں
کرتے ہیں جو تیرے رسول پہ وار ۔ وار کو اُن کے ہم کریں بیکار
لوگ ہم کو ستائیں ہم نہ ستائیں ۔ جو ہیں اُجڑے ہوئے ہم اُنکو بسائیں
دیں مسافر کو راحت و آرام ۔ ہم بجا لائیں دل سے انکے کام
ناز کے بدلے ہم ہیں ہووے نیاز ۔ بندہ پرور ہوں اور غریب نواز
کسل ہم میں نہ ہو نہ سستی ۔ مستعدی ہو ہم میں اور چستی
ناز ہم پر کریں ضعیف و غریب ۔ جو ہوں مسکین ان کے ہم ہوں حبیب
کریں حجت کو ان پہ ہم پورا ۔ کریں ان کی دلیل کا چورا
نیک بختوں کو اُن کی شر سے بچائیں ۔ خواہ وہ باز آئیں یا کہ نہ آئیں
کریں ملزم ہر اک شریر کو ہم ۔ کریں شرمندہ بدخمیر کو ہم
ہم ملائم نہیں نہ سخت نہیں ۔ سایہ دینے کو ہم درخت نہیں
پیش دوستی کریں سلام کے وقت ۔ پھول منھ سے جھڑیں کلام کے وقت
بھوکے رکھ کر کھلائیں لوگوں کو ۔ پیاسے رہ کر پلائیں لوگوں کو
بنیں تیمار دار غیروں کے ۔ کریں ہم کاروبار غیروں کے
تفضل سے تیرے سب یہ ہونا ہے ۔ تیرے آگے یہ میرا مدعا ہے

اے مرے رب ہمیں ہدایت دے
تجھکو جو ہے پسند میری دُعا
جو تجھے ناپسند ہے مولا
تو نے خود یہ دعا سکھائی ہے
ہے تجھی سے مجھے اُمید قبول
آؤ آمین تم ...... کہو .... یارو
ناصرِ بیقرار اب بس کر
کی نصیحت بھی اور دُعا بھی کی
چل یہاں سے کہ اب وھر اکیا ہے
چوتھے دن یہانسے میں سوار ہُوا
شاہ صاحب چلے مرے ہمراہ
راہ میں ایک باغ میں ٹھہرے
اس نے ہمکو بہت ...... دیا آرام
عصر کے بعد ہم وہاں سی چلے
ٹھہرے گھر پر غلام قادر کے
بڑی خاطر سے مجھ سے پیش آئے
ہیں وہاں ایک بھائی عمر دراز
مل کے دونوں نے کی بہت خدمت
چندہ کوشش سے اُنکی ہاتھ آیا
ایک بارش وہاں ہوئی خاصی
اسجگہ سے پیغام میں آیا
پاس سے اپنے ہم کو قوت دے
فضل سے اپنے کر وہ مجھکو عطا
اُس کے بدلے میں نیک دے بدلا
تو نے خود آگ یہ لگائی ہے
تجھ سے ہوگی ہر اک مراد حصول
تاکہ ہووے قبول اے پیارو
اے مرے یار غار اب بس کر
تیری قسمت، تھی جو یہانسے لی
اب ٹھہرنے سے مدعا کیا ہے
اک مرے ساتھ غمگسار ہوا
ہیں بہت نیک اور خدا آگاہ
وہاں بھی اک احمدی برادر تھے
اُلفت و مہر سے کھلائے آم
شام کو ہم سروعہ میں پہنچے
ان کے بیٹے سے وقتِ شام ملے
بڑے آرام ان کے ہاں پائے
دینی خدمت میں ہیں بہت دہ گداز
انپہ وارد ہو فضل اور رحمت
فضل مولا کا ان پہ ہو سایہ
حالت ملک ہو گئی اچھی
ایک بھائی نے میرا ساتھ دیا

ملے ہم کو وہاں پہ نعمت خاں
ہو گئے ہم کے چندہ وہاں سے رواں
پہنچے آخر کو جا کے گڑھ شنکر
ہوئے خدمت میں وہ مری مصروف
اور بھی احمدی ملے دو چار
کوئی بھی وہاں نہیں ہے دولتمند
سب نے للّٰہ میری خدمت کی
وہاں سے میں چل کے آیا ماہل پور
وہاں کے ایک دوست نے دیا یا خوب
قاضی صاحب کا میں ہوا مہمان
ملا چندہ بھی مجھکو آخر کار
دوسرے روز وہاں سے میں پلٹا
پھر لوٹے شہر میں گیا شام
اس جگہ بھی ہیں احمدی دو یار
ہیں بڑے عاجز اور بڑے مسکین
ہوئے خدمت کو وہ مری طیار
مجھکو وہ دیکھ کر نہ گھبرائے
دیکھکر مجھکو وہ ہوئے خورسند
مالداروں پہ لیگئے سبقت
دونوں کرتے ہیں ہاتھ سے محنت
ان سے حاصل کریں سبق امرا

اُن کے ڈیرے پہ ہم ہوئے مہماں
ہوئے ہمراہ وہاں سے نعمت خاں
گئے ہم ایک احمدی کے گھر
اور سب کام کر دیئے موقوف
ہیں مگر سب غریب اور نادار
ہیں مگر اپنے حال میں خورسند
کچھ رقم مجھکو اس جگہ سے ملی
تھک کے رستہ میں ہو گیا میں چور
اس سے آرام مجھکو آیا خوب
ہوا کھانے کا ان کے ہاں سامان
فضل ان پر کرے مرا دادار
آکے شنکر میں دوپہر ٹھہرا
رات بھر اُس جگہ کیا آرام
نہ وہ زردار ہیں نہ وہ پہ وار
مصری خاں اور میاں نصیرالدین
جان و دل سے ہوئے وہ مجھپہ نثار
پاس جو ان کے تھا وہ لے آئے
ہیں بڑے نیک اور سعادت مند
حق تعالیٰ کی ان پہ ہو رحمت
پھر بھی کر گذرے دین کی خدمت
دل میں اپنے کریں وہ خوف خدا

وقت بیعت کیا تھا کیا اقرار
نفس کہتا ہے جو وہ کرتے ہیں
خوب کھاتے ہیں خوب پیتے ہیں
قورمے اور کباب اُڑتے ہیں
پہنتے ہیں نفیس پوشاکیں
طرز اُن کی عجیب رنگیلی ہے
کام بے باکیوں سے کرتے ہیں
ہیں بہت ہی فضول کام ان کے
مال لیتے ہیں وہ بہت بڑھیا
بیطرح کر رہے ہیں وہ تبذیر
مال کو بیطرح وہ کھوتے ہیں
شرم دنیا نہ خوف عقبیٰ ہے
بعض نقدی کو داب رکھتے ہیں
بیوی اُن کی ہے سونے کی چڑیا
جائدادوں پہ زر لگاتے ہیں
سود سے بھی نہیں حذر اُن کو
ہیں نمازوں میں سست اور کاہل
گو کہ ایسے نہیں ہیں وہ زردار
مجھ سے عاجز کو جانتے ہیں گدا
حق تعالیٰ انہیں کرے دیندار
کل جماعت میں ان کی عزت ہو

اب صریحاً ہے جس سے انکو فرار
دل میں جو آئے کر گذرتے ہیں
عیش و آرام سے وہ جیتے ہیں
کھٹے میٹھے شراب اُڑتے ہیں
کھاتے ہیں وہ لطیف خوراکیں
ان کی ہر چیز ایک سجیلی ہے
کہتے ہیں ہم خدا سے ڈرتے ہیں
تن بدن پر ہیں وقف دام انکے
جو ہماری نظر میں ہے گھٹیا
مال میں ان کے ہیں شریک شریر
ناؤ اموال کی ڈبوتے ہیں
احمدیت کا صرف دعویٰ ہے
پھر اُمید ثواب رکھتے ہیں
اور وہ آپ ہیں فقیر و گدا
سودخواروں کو سر چڑھاتے ہیں
اس قدر ہے خدا کا ڈر اُن کو
دین کے امر میں وہ ہیں غافل
پھر اکڑتے ہیں بنکے لمبردار
میں تو کرتا ہوں اُن کے حق میں دعا
تا جماعت کے وہ بنیں سردار
حق تعالیٰ کی اُن پہ رحمت ہو

خیر خواہی سے ہے یہ میرا کلام
اُن سے میں چاہتا نہیں انعام

نہ مجھے کد نہ کچھ کدورت ہے
ان کو سمجھانے کی ضرورت ہے

کون ان کو کہے وہ عالی ہیں
گو کہ عقل و خرد سے خالی ہیں

خوفِ حق کو وہ کام فرما ہیں
حق سے انعام تا کہ وہ پائیں

دین و دُنیا میں آبرو ہو فزے
دوست ہوں شاد اور عدو رودی

مختصر کر کلام کو ناصر
ہو نہ حدِ ادب سے تو باہر

وہاں سے چلکر گیا میں پھر کریام
چودھری جی کے ہاں کیا آرام

کل جماعت کے ساتھ جمعہ پڑھا
اسپ مادہ پہ پھر وہاں سے چڑھا

پہنچا راہوں میں جاکے قبل از شام
آئے ملنے کو وہاں کے بھائی تمام

حاجی صاحب کے ہاں ہوا مہمان
میری دعوت کا وہاں ہوا سامان

صبح کچھ کھاکے اور لیکے رقم
چڑھ کے گھوڑی پہ چلدیا یکدم

ساتھ تھے چودھری غلام احمدؐ
میرا مولا کرے بس اُن کی مدد

اور تھے ساتھ سید رحمت خاں
ہے بڑا ہی مطیع وہ انسان

ہم ہنوی شہر میں ہوئے داخل
ہمکو راحت وہاں ہوئی حاصل

مجھ سے دونوں ہوئے وہاں سے جدا
فضل ان پر کرے مرا مولا

میں نے بنگے کا قصد وہاں سے کیا
چڑھ کے ٹم ٹم پہ وہاں گیا تنہا

اُترا بنگے میں جبکہ ٹم ٹم سے
مجھکو بنگے کے ایک دوست ملے

ساتھ ان کے گیا کھاچوں تک
کی مروت اُنھوں نے یہ بیشتاب

دوستوں کو وہاں کے جا ڈھونڈا
پر وہاں صرف ایک شخص ملا

اُس نے روٹی کھلائی خدمت کی
وقت چلنے کے کچھ رقم بھی دی

وہاں سے بنگے میں آئے ہم چلکر
تھے پریشان دھوپ میں چلکر

پہنچے اک دوست کیطرف سے آم
کھائے اور پکیے آگئی طاقت
سارے احباب پر ہو فضل کریم
شب کو آرام واسترِاحت کی
پھر بکریکی سمت کوچ کیا
دو گھڑی دن چڑھے وہاں پہنچے
ایک بھائی نے روٹی پکوائی
حسب مقدور سب نے کی نصرت
وہاں سے چلکر کمند پور گیا
مل کے احباب سے ہوا دل شاد
کی اُنھوں نے مری بڑی خدمت
شرط الفت کو وہ بجا لائے
ہیں بہت با ادب وہاں کے لوگ
نہ تو ختت ہے اور نہ ہو سُستی
سب تواضع سے مجھسے پیش آئے
سب نے چندہ بھی کر دیا موجود
بعض پکہاور تک بھی ساتھ آئے
گانوں میں پہنچکر ہوئے حیراں
ہل چلانے میں لوگ ہیں مصروف
بھیجا ان دوستوں کو مینے پیام
گانوں میں پہنچکر ہوئے تھے سُست

دیا اک دوسرے نے شیر کا جام
سب کے راحت رساں کو ہو راحت
رحم فرمائے اُن پہ رب رحیم
اپنے مولا کی صبح طاعت کی
اک محب کو وہاں سے ساتھ لیا
وہاں کے احباب آکے ہمسے ملے
بڑی خاطر سے ہمکو کھلوائی
وہاں سے آخر کو میں ہوا رخصت
چلتا چلتا دوپہر کو پہنچا
اُنکو رکھے خدا سدا آباد
مجھکو حاصل ہوئی بہت راحت
الغرض کچھ ٹکے بھی دلوائے
کسی کا نہیں ہے ان میں روگ
دینی کاموں میں ہے بڑی چُستی
بڑے آرام اُن کے ہاں پائے
فضل انپر کرے مرا معبود
راہ میں خوب آم کھلوائے
نہ ملا ہم کو کوئی بھی انساں
زندگی ان کی اسپہ ہے موقوف
اور خود گانوں میں کیا آرام
کرکے آرام ہوگئے ہم چُست

آنے کھیتوں سے آخرش بھائی
شکر ہے ہمنے مُخلصی پائی

بعض نے ہمکو آکے نہلایا
بعض نے کھانا لاکے کھلوایا

دوستوں نے ہمیں دیا کچھ مال
تب ہوا واپسی کا ہمکو خیال

ہوکے واپس مُکند پور آیا
شب کو آرام اسی جگہ پایا

جانبِ بنگہ وہاں سے کوچ کیا
پھر دوبارہ وہاں سے مال لیا

گیا پھر اس جگہ سے حاجی پور
پر کیا جاکے وہاں شکم کا تنور

بعد مدت کے پھر حبیب ملے
جیسے بیمار کو طبیب ملے

پاس ان کے میں ایک روز رہا
دوسرے روز میں وہاں سے چلا

پہنچا لدھیانہ کے سٹیشن پر
وہاں ملاقی ہوا نہ کوئی بشر

دل میں آیا کہ چل کے میں جگراؤں
چودھری جی کے گھر پہ راحت پاؤں

جاکے جگراؤں میں نہ پایا عیش
ہوا حیران دل میں یہ درویش

کوئی بھی احمدی نہ مجھسے ملا
نہ مرا غنچہ مراد کھلا

نہ ملے مجھکو وہاں شجاول خاں
ہوئی مشکل نہ میری وہاں آساں

بے مزہ میں وہاں رہا دن بھر
شام کو میں گیا سٹیشن پر

لودھیانہ سے جب کہ ریل آئی
شکر ہے مینے مخلصی پائی

پہنچے اسجا فتح محمد خاں
ان کے ملنے سے میں ہوا شاداں

مڑ کے جگراؤں میں چلا آیا
چودھری جی کے گھر پہ سکھ پایا

اور بھی احمدی تھے معلوم
ملگیا مجھکو جو کہ تھا مقسوم

شکوہ سب رفع ہوگیا میرا
خالی میرا گیا نہ یہ پھیرا

لیکے چندہ وہاں سے میں جو چلا
موگہ میں جاکے ریل سے اُترا

انسپکٹر کے ڈیرہ پر پہنچا
ان کے نوکر سے تب یہ عقدہ کھلا

کہ وہ تفتیش پر گئے ہیں دور
وہاں ملا ایک احمدی کا پتا
دیکھ کر مجھکو وہ ہوا خوشحال
خوب خدمت مری بجا لایا
کرکے آرام اِس جگہ سے چلا
اک سٹیشن پہ آخرش اُترا
گیا زیرہ میں میں بوقت شام
آئے وہاں احمدی برادر سب
میں نے مطلب کا جب سوال کیا
حسب مقدور میری خدمت کی
ہیں بچارے غریب اور نادار
مسجد انکو خدا نے دی ہے خوب
اردگرد اُس کے ہیں تمام ہنود
دودھ کھا کھا کے ہو گئے موٹے
ہیں مسلمان ان کے ہاتھ سے تنگ
رحم کرتے نہیں مسلماں ...... پر
کھانڈ کیڑوں کو وہ کھلاتے ہیں
روٹی کتوں کو ڈالتے ہیں وہ
گائے تو ان کی خاص ماتا ہے
سانڈ کے اس نے ہیں رکھوالے
جانور پر یہ جانور ہیں فدا
نہ ہوا اُنسکے یہ سخن منظور
کرکے اُس کو تلاش اس سے ملا
نہ رہا سید ابھی تکان و ملال
اُس نے چندہ بھی مجھکو دلوایا
قصد زیرلیکا سید کے دل میں تھا
وہاں سے ٹمٹم پہ میں سوار ہو
گیا مسجد میں جا کے میں نے قیام
جمع سب ہو گئے بوقت شب
پیش کچھ دوستوں نے مال کیا
جسقدر ہو سکا مروت کی
حق تعالیٰ کے ہیں سب پاس گذار
ہے مرے دل کو وہ بہت محبوب
جو زباں کو سمجھ رہے ہیں سود
ان کے اعمال ہیں بہت کھوٹے
ان کے دل سخت ہیں مثالِ سنگ
ہیں بہت مہربان حیواں پر
دودھ سانپوں کو وہ پلاتے ہیں
مہر سے ان کو پالتے ہیں وہ
دودھ اور گھی کی وہ تو داتا ہے
تاکہ ماتا کو اپنا نطفہ دے
آدمی کو انھوں نے خوار کیا

کھو دیا دل سے خوفِ یزداں کو — روند ڈالا ہر اک مسلماں کو
سو کے بدلے ہزار لیتے ہیں — بلکہ یہ بیشمار .... لیتے ہیں
مثل بکڑی کے تنتے ہیں تانا — جو بچا اِن سے ہے وہی دانا
جو پھنسا ان کے دام میں آکر — چھوٹتا ہے جہان سے جاکر
پھر یہ اولاد کو ستاتے ہیں — اقربا کو بھی یہ دباتے ہیں
کچھ نہ کچھ ان پہ وار کرتے ہیں — ہر طرح ان کو خوار کرتے ہیں
ہیں مسلمان اس جگہ نادار — سود خوار ان پہ ہو گئے ہیں سوار
وہاں مسلمان ہو گئے بے زر — بے زری نے انھیں کیا بے گھر
قرض اور سود میں گیا گھر بار — در بدر ہو گئے وہ خستہ خوار
سود خواروں نے کر دیا برباد — وہاں مسلمان ہو گئے ناشاد
سود خواروں نے ڈالدی ہلچل — وہاں مسلمان ہو گئے بے کل
اِن کی املاک پر ہوئے قابض — در و دیوار خاک پر قابض
ہمکو دلگیر کر رہے ہیں وہ — پختہ تعمیر کر رہے ہیں وہ
ہیں مکانات اُن کے سر بفلک — دیکھئے اب چڑھینگے وہ کب تک
کب گرینگے وہ اس بلندی سے — کب خجل ہونگے خود پسندی سے
کب ہمارا یہ رنج جائیگا — کب زمانہ خوشی کا آئیگا
کب یہ ادبار دور ہووے گا — کب یہ اندھیر نور ہوویگا
کب یہ ناسور لائے گا انگور — کب ہمارا مرض یہ ہوگا دور
کب یہ اعدا کا جائیگا اقبال — کب ہمارا پھر آئے گا اقبال
شاہ صاحب بنے ہیں دھوتی پوش — شاہ صاحب ہیں فکر و غم سے خموش
بن رہے ہیں بہت نفیس محل — ان میں بستے ہیں آج کوڑا مل

اصلی مالک ہوئے ہیں آوارہ
نہیں تقدیر سے مگر چارہ

ہے ہماری یہ شامت اعمال
کہ پڑا آج جس کا ہم پہ وبال

اہل عزت سے ہم ذلیل بنے
باز تھے پہلے آج چیل بنے

آگے اب دیکھئے بنیںگے کیا
ہمکو دیوے پناہ وہ مولا

ہوں مسلمان خواب سے بیدار
ورنہ ہوںگے وہ اور خستہ وخوار

حق کے در سے جو ہوگیا مردود
وہ تو ہوگا جہان سے نابود

کوئی دن گر رہا تو ذلت سے
دور تر وہ رہیگا عزت سے

کس کو سمجھائیں اور کیا سمجھائیں
کہ یہ بھائی ہمارے اب باز آئیں

اب وہ شیطاں کی راہ کو چھوڑیں
سرکشی اور گناہ کو چھوڑیں

حق کے در پر رجوع وہ لاویں
تاکہ اس کے کرم کو وہ پاویں

اس کے مہدی کے سلسلہ میں آئیں
تاکہ آفات سے اماں وہ پائیں

کریں اب توبہ اور استغفار
تاکرے فضل اپنہ وہ غفار

جان پر اپنی وہ ستم نکریں
راہ مولا سے اب وہ رم نہ کریں

حق کے مرسل کی مان لیں باتیں
تاکہ برسیں کرم کی برساتیں

احمدی سلسلہ میں داخل ہوں
نیکبختوں میں آکے شامل ہوں

پیر و ملا کو چھوڑ دیں ..... بالکل
ان سے رشتہ کو توڑ دیں بالکل

قادیاں کی کریں زیارت ...... وہ
اپنے دیں کو کریں نہ غارت وہ

ہاتھ پر ہاتھ نور دیں کے دھریں
اس کی بیعت کو وہ قبول کریں

خیر خواہی سے ہے مرا یہ بیاں
اس کو مانیگا وہ جو ہے انسان

جو ہے ناداں وہ نہ مانے گا
آخرش ایک روز جانیگا

جس نے دنیا میں حق نہ پہچانا
جس نے جھوٹا امام کو جانا

آکے دنیا میں اس نے کچھ نہ کیا
آخرت کا عذاب سر پہ لیا

جاکے عقبیٰ میں دکھ اُٹھائے گا
دیر تک وہ سزائیں پائے گا

اس نصیحت کو چھوڑ اب ناصر
طول قصہ بے وقت ہے ناصر

کس کو فکرِ معاد ہے بھائی
اہل دنیا ہیں سخت سودائی

ان کو غفلت کا ہے نشہ افسوس
چھوڑ بیٹھے ہیں اتقا افسوس

باز آنا محال ہے ..... ان کا
دن بدن اب زوال ہے ان کا

جان کندن کی اب تو نوبت ہے
انپہ وارد خدا کی لعنت ہے

زیرہ کی طرح پیسے جائینگے
سود میں سود خوار کھائینگے

جانور پر جو رحم کرتے ہیں
ظلم سے ان کے اب یہ مرتے ہیں

جو کہ پیتے ہیں چھانکر... پانی
ہیں ہمارے وہ دشمن جانی

گوشت کھانے سے جنکو ہے پرہیز
ہم پہ کرتے ہیں دانت حرص کے تیز

ہمکو کیڑے سے جانتے ہیں بُرا
ان کا ہرگز کرے خدا نہ بھلا

لوٹ کر ہم کو وہ نہوں آباد
ہوں ہماری طرح سے وہ برباد

چین سے ان گھروں میں وہ نہ بسیں
رنج و غم دے کے ہم کو وہ نہ ہنسیں

ظلم کی اپنے وہ سزا پائیں
یہاں سے وہ نامراد ہی جائیں

بستی ان کی بنے اُجاڑ نگر
سبزہ جو اس میں ہو چریں وہ خر

اپنے کرتوت کا وہ پھل پائیں
جس قدر ان کے پھل ہیں جل جائیں

کردیا ہے انھوں نے ہمکو پست
وہ بھی اس طور سے نہ ہوویں مست

ان کو دولت کی مار دے یارب
ان کی مستی اُتار دے یارب

اب مسلمانوں کو سنبھال لے تو
آتشِ قہر سے نکال لے تو

بخش توبہ کہ باز یہ آئیں
فضل و رحمت کے تیری پھل کھائیں

قید غم سے تو ان کو کر آزاد
ہیں یہ اُجڑے ہوئے تو کر آباد

کر انھیں عزت و جلال عطا
ہیں یہ ناقص تو کر کمال عطا

تیری نصرت سے کام ہوویگا
اس نحوست کو تو ہی کھوویگا

اب نہ آیا تو آئے گا کب کام
کر دیا کام دشمنوں نے تمام

ہو نہ اس طور بیقرار اے دل
رکھ بھروسا خدا پہ تو .... کامل

وہی غم سے نجات دیویگا
اس نحوست کو وہ ہی کھوویگا

وہی ہمکو نہال کر دے گا
غیر کو پائمال کر دیگا

چاہیے اس کی بندگی ہم .... کو
جس نے بخشی ہے زندگی ہمکو

ہووے پیش نظر خدا کی کتاب
تاکہ ہاتھ آئے ہمکو راہِ صواب

بات اس کے رسول کی مانیں
پیشوا اس کو اپنا ہم جانیں

حق سے ہر وقت ہم رہیں ترساں
اس کے قہر و غضب سے ہوں لرزاں

بس توکل اسی کی ذات کا ہو
پاس ہمکو اسی کی بات کا ہو

خیر خواہی ہو اس کے بندوں کی
ہووے صحبت نہ خودپسندوں کی

اپنا مالک اسیکو ہم جانیں
بات جو اس کی ہو وہی مانیں

راہ میں اس کی مردہ ہو جائیں
تب کہیں جا کے زندگی پائیں

صدق و ایمان ہمکو ہاتھ آئے
تب ہمارا یہ درد و دکھ جائے

مُنھ کی باتیں تو ہیں فضول میاں
حکم مولا کو کر قبول میاں

تا دم مرگ اسپہ ہو قائم
عیش و عشرت میں تا رہے دائم

چھوڑ نخوت کو اور سیکھ ادب
تاکہ آوے نہ اس کا تجھپہ غضب

آج سے خاکسار تو بنجا
اپنے مولا کا یار تو بن جا

گر تو اس در پہ قدم اٹھائے وہ
مر تو اس راہ میں تا جلائے وہ

اپنے رتبہ سے تو قدم نہ بڑھا
ناصرِ دل فگار بس باز آ

کس طرف کو تو آگیا ہے خیال
اپنے دورہ کا لکھ ذرا احوال

آخر شش زیرہ سے ہوا رخصت
کرے سب بھائیوں پہ حق رحمت

گیا ٹم ٹم پہ چڑھ کے میں تا ریل
قدرتِ حق کا ریل ہی ہے کھیل

سخت مشکل سے میں سوار ہوا
بس خداوند میرا یار ہوا

ہم اندھیرے سے نور میں پہنچے
شہر فیروز پور میں پہنچے

ٹھہرا وہاں ایک دوست کے گھر پر
ہاتھ آیا نہ مجھکو وہاں کچھ زر

میں وہاں پہنچا وہ گئے لاہور
گیا آخر نہ پیش وہاں کچھ زور

جا کے میں چھاونی میں پھر آیا
اس جگہ سے بھی کچھ نہ ہاتھ آیا

دو رکے دن گیا جلال آباد
مل کے ایک دوست سے ہوا دلشاد

وہاں سے کچھ مل گیا مگر تھوڑا
بضرورت وہاں سے منہ موڑا

اک سٹیشن پہ وہاں سے میں پہنچا
وہاں بھی اک احمدی برادر تھا

ہے سٹیشن کا نام لادھوکا
ایک شب اس جگہ پہ میں ٹھہرا

اس جگہ ہیں محمدؐ اسمٰعیل
ہیں سٹیشن کے ماسٹر وہ خلیل

کی انھوں نے بھی کچھ مدد میری
بس یہی تھی سفر کی حد میری

مڑ کے فیروز پور میں ..... آیا
آ کے آرام اس جگہ پایا

آئے فرزند علی بھی تیسرے روز
ہوا اتفاقِ کلام ان سے ہنوز

کر وہ دفتر کو چلدیئے ناچار
چلدیا میں بھی وہاں سے آخرکار

تین دن میں نے اس جگہ بھی گنوائے
اسی امید پر کہ کچھ ہاتھ آئے

سر کے مولا کی پر نہ تھی مرضی
اس لیئے میں اسی میں ہوں راضی

ہے اسی کی طرف سے قبض و کشاد
ہے اسی کی طرف مری فریاد

اے خدا تو مری مدد فرما — کامیابی کی مجھکو راہ دکھا
میں ہوں غمگیں مجھکو بخش سرور — کر مجھے تو مظفر و منصور
کر مددگار تو مرے پیدا — فی الحقیقت ہے بس تو ہی داتا
دل کو لوگوں کے پھیر میری سمت — تیرے دل کی نظر ہے تیری سمت
تجھ سے ہے خوف اور تجھی سے رجا — فضل کر فضل اے مرے مولا
دل ہیں لوگوں کے سب ترے ہاتھوں میں — بخش تاثیر میری باتوں میں
تیرے قبضے میں ہے ہر اک کا دل — کر دلوں کو مری طرف مائل
ہاتھ میرے لئے کشادہ کر — ہے بھروسہ مجھے فقط تجھپر
کر دلوں کو مرے لئے تسخیر — کامیابی کی میری کر تدبیر
خواہ وہ شہر ہو دیا ہو گانوں — تیری اُمید پر جہاں میں جاؤں
میں نہ آؤں وہاں سے خالی ہاتھ — ساتھ ہووے ترا حمائی ہاتھ
میں ملاقی ہوں بخیلوں سے — میں نہ مانگوں کبھی ذلیلوں سے
ڈال پالا نہ بے مروت سے — دور رکھ مجھکو اہل خست سے
ملیں [illegible] مسیح کے شیدا — جن کے چہرہ سے نور ہو پیدا
جیسے مہدی کے یار اُنسے ملا — جو کہ ہوں غمگسار اُن سے ملا
[illegible] کا ہو جن کے دل میں درد — جو ترے راستہ کے ہو ویں مرد
اُن [illegible] کا مجھکو موقعہ دے — اہل جو ہیں تو اُن سے کام یہ لے
اہل دل کو مری طرف کر دے — اُن کے دل میں بھی درد یہ بھر دے
کر مری نصرت اے نصیر مرے — رحم کر مجھپہ اے قدیر مرے
کام تعویق میں نہ ڈال مرا — کیا سفر میں ہے دیکھ حال مرا
دن کو ہے اور نہ رات کو ہے قرار — میں ہوں بیمار کر مرا تیمار

آ گئی ہے کام میں سستی — اب فقط تیرے ہاتھ ہے چستی
فضل سے اپنے مجھ پہ رحمت کر — دور میری ہر ایک زحمت کر
میں ہوں گمراہ مجھکو راہ دکھا — عزت و جاہ میرے شاہ دکھا
تو بنا مجھکو دین کا خادم — کسی مجلس میں تو نہ کر نادم
بات کرنیکا تو سلیقہ دے — راستی کا مجھے طریقہ دے
دور کر دے تو میری بد بختی — ہو نہ دل اور زبان میں سختی
تو بنا مجھکو اپنا شکر گذار — ہو مرا پردہ پوش اے ستار
ہر بدی سے مجھے بچاتا رہ — دم بدم تو مجھے بناتا رہ
تیرے افضال مجھ پہ دائم ہوں — دور مجھ سے مرے ذمائم ہوں
اے مرے رب نہ خوار مجھکو کر — بندہ دیندار مجھکو کر
تو نکرنا مجھے کبھی مردود — کر مری عاقبت کو تو محمود
تو عطا مجھکو ہر بھلائی کر — دور مجھ سے ہر ایک برائی کر
دور رکھ مجھ سے تو عذاب نار — کر عطا مجھکو خلد کا گلزار
میرے ماں باپ پر کرم فرما — بخش دے ان کو اے مرے مولا
میرے پیاروں کو اپنا پیارا کر — نیک انجام تو ہمارا کر
احمدی بھائیوں پہ رحمت کر — دور ان کی ہر ایک زحمت کر
دوست ہمکو بنالے تو اپنا — دشمنوں کی شرارتوں سے بچا
کل دعائیں قبول فرمالے — ہر مراد دلی ہماری دے
ناصر اب ختم کر دعا کو تو — یاد رکھ ہر گھڑی خدا کو تو
گیا فیروز پور سے میں قصور — تھا خدا سے بریں کو یہ منظور
ایک دن میں نے وہاں قیام کیا — جو نصیبہ تھا اس جگہ سے لیا

وہاں سے چلنے کو میں ہوا طیار — میرے ہمراہ ہو لیے اک یار

ہوئے ہمراہ میرزا محمود — فضل ان پر کرے خدائے ودود

ہم کھریپڑ میں جا ہوئے داخل — راحت و چین وہاں ہوئی حاصل

مل گئے مولوی جلال الدین — ان کے ملنے سے ہوگئی تسکین

ان کی کوشش سے ملگیا کچھ مال — وہاں سے جوڑہ کا آیا مجھکو خیال

ہوئے ہمراہ مولوی صاحب — راہ میں کچھ ہوا نہ رنج و تعب

آگیا جب حسین خاں والہ — پڑا کچھ احمقوں سے وہاں پالا

دیکھ تنہا ہوئے وہ ہم پہ دلیر — یوں وہ غرائے جیسے بن میں شیر

چندہ کچھ ایک احمدی نے دیا — ہم نے جوڑہ کا وہاں سے رستہ لیا

آئے جوڑہ میں ہم بوقت شام — رات کو اسجگہ کیا آرام

ہیں وہاں چودھری نظام الدیں — احمدی سلسلہ کے خوشہ چیں

بڑی اُلفت سے مجھ سے پیش آئے — آخرش کچھ وہ چندہ بھی لائے

یہاں سے رخصت ہوئے جلال الدین — ہیں بہت نیک بخت و نیک آئیں

وہاں سے ہم چل کے ریل پر آئے — مرزا محمود دو ٹکٹ ...... لائے

ایک گھنٹہ میں چل کے آئے قصور — ہوا حاصل ہمارے دل کو سرور

ہوئے محمود یہاں سے مجھ سے جدا — آیا لاہور میں فقط تنہا

مل گئے وہاں خلیفۃ المہدی — تھی یہی بس مری مراد دلی

ان کے ہمراہ قادیان آیا — سبکو آرام و عیش سے پایا

قادیاں میں ہوئی بہت برسات — مینہ تھا یا ابر تھا وہاں دن رات

گھر پہ آیا تھا چند دن کے لئے — جب بہت روز وہاں گذار دیے

دل ہوا بیقرار چلنے کو — میرا جی چاہا پھر نکلنے کو

بڑی مشکل سے مجھکو یکہ ملا — کہ بہت ہی خراب تھا رستا
دل سے پوچھا کہاں کا دورہ ہے — بولا ہندوستاں کا دورہ ہے
تھا بٹالہ تو دیکھا اور بھالا — کردیا مینے قصد انبالہ
رانگو شہر میں ہوا..... داخل — دل کے احباب سے ہوا خوشدل
بابو صاحب کے ہاں ہوا مہمان — ہر طرح کا مجھے ملا سامان
توپخانہ میں آیا وقت پگاہ — بابو صاحب ہوئے مرے ہمراہ
چودھری جی کے ڈیرہ پر آئے — ملکے فوراً ہی چاء وہ لائے
توپخانہ سے جب لیا چندہ — کالکا کی طرف چلا بندہ
راہ میں دیکھی اک عجیب بہار — ابر تھا اور پڑ رہی تھی پھوار
تھا وہ جنگل ہرا درختوں سے — خوشنما تھا وہ سبز تختوں سے
لہلہاتے تھے وہاں کھیتوں میں — تھی عجب آن بان کھیتوں میں
تھے کہیں آم اور کھجور کہیں — کہیں نزدیک اور دور کہیں
آخرش آئیں کالکا رانی — جن کی پوشاک تھی زمردھانی
کہیں ٹیلے تھے اور کہیں نالے — تا مسافر کے دل کو بہلائے
پیشتر ریل جب روانہ ہوئی — یہی سمجھو کہ بس دوانہ ہوئی
یا وہ مستی میں آگئی یکدم — چال مستانہ اُسکی تھی پیہم
گاہ جاتی جنوب گاہ شمال — کرتے جھن جھن تھے پانوں کے خلخال
کھاکے بل اس طرح وہ چلتی تھی — کہ زمیں خوف سے دہلتی تھی
وہ پہاڑوں کے کر رہی تھی طواف — تاکہ ہو ویں گناہ اس کے معاف
چلی جاتی تھی وہ دوانہ وار — اور مزہ لوٹتے تھے اسکے سوار
ایک جانب پہاڑ سر بفلک — دوسری سمت غار ماہی تک

دور سے گانوں بھی نظر آتے
اور مسافر کے دل کو بہلاتے

ملک سرسبز اور آب رواں
تھا بڑھاتا وہوں کی تاب و تواں

تھا سرنگوں کا بھی عجب اک کھیل
ان کے اندر سے تھی گذرتی ریل

کامیابی سے پہنچے ہم شملے
دور سب راہ کے ہوئے خدشے

احمدی بھائیوں سے جا کے ملا
مطلع جو ہوا وہ آکے ملا

بابو برکت علی نے دعوت کی
ہر طرح کی انھوں نے خدمت کی

پانچ دن تک انھوں نے ٹھہرایا
کھانا دو وقت انھوں نے کھلوایا

سارے احباب نے دیا چندہ
سب کا مشکور دل سے ہے بندہ

خاص برکت علی کا ہوں مشکور
ان کی خدمت خدا کرے منظور

ان سے پہنچا مجھے بہت آرام
اس کا بخشے خدا انھیں انعام

اک رستم خاص ان کے گھر سے ملی
بخشے ان کو خدا مراد دلی

مجھکو پہنچانے ریل تک آئے
ساتھ زاد سفر بھی کچھ لائے

شملہ بھی اک عجیب ہے بستی
ہے بلندی کہیں کہیں پستی

سر سے پا تک پہاڑ ہے آباد
دیکھکر جسکو ہوتا ہے دل شاد

بڑی خوبی ہے اور صفائی ہے
وہاں ہر اک درد کی دوائی ہے

پر نہیں اتقا ہزار افسوس
مجھکو آتا ہے بار بار افسوس

جس کو دیکھو وہ اہل دنیا ہے
مثل عنقا خیال عقبیٰ ہے

کچھ تو وہاں آکے زر لٹاتے ہیں
اور کچھ جا کے زر کماتے ہیں

زیب و زینت ہے فخر ہے اور ناز
نہ خدا کی نماز ہے نہ نیاز

کوٹ و پتلون بوٹ کا ہے شوق
یا جوے اور شراب کا ہے ذوق

اچھی خوراک اچھی پوشش ہے
دنیوی وہاں ہر اک کوشش ہے

عیش کو وہاں امیر آتے ہیں
ہے وہاں لطف موسم گرما
جب ذرا آیا موسم برسات
وہاں سے ہٹتے نہیں کبھی بادل
ایسی کثرت سے مینھ برستے ہیں
کہیں کیچڑ کا وہاں نہیں ہے نام
مینھ میں پھرتے رہیں چھتریاں لیکر
ہوا فی الجملہ وہاں سے میں رخصت
مڑ کے میں کالکا میں پھر... آیا
ریل انبالہ میں ہوئی تبدیل
ریل پہنچی ہماری جب کچھ دور
صبح کے وقت پہنچا میں لکسر
آئی جب ہردوار کی باری
ریل میں چھیڑ ہو گئی بالکل
مرد و عورت اتر گئے سارے
جب وہ غوطہ لگا لینگے اس میں
ہونگے اپنے خیال میں وہ پاک
لوٹ لینگے برہمن اُن کا مال
بے خبر وہ لٹا دینگے اس کو
کچھ جوے اور کباب میں دینگے
یوں ہی بگڑی ہے ہر زیارت گاہ

مانگنے کو فقیر جاتے ...... ہیں
دل فزا ہے وہاں کی آب و ہوا
مینھ برستا ہے بس وہاں دن رات
جمے رہتے ہیں ان کے واں کچے دل
کہ وہاں دھوپ کو ترستے ہیں
وہاں پھسلتا نہیں کسی کا گام
ہے وہاں کا عجیب خوش منظر
بارور ہو گئی مری ..... محنت
کسی واقف کو پر نہ وہاں پایا
اس لئے اس جگہ ہوئی کچھ ڈھیل
خیر سے آ گیا سہارنپور
ریل ٹھہری ہماری یہاں دم بھر
کی اترنے کی سب نے طیاری
نہ رہے زاغ اور نہ وہاں بلبل
دوڑے گنگا کی سمت بیچاری
راحت و چین پا لینگے اُس میں
اس خوشی سے وہ ہونگے فرحناک
پھر کرینگے وہ اس کا استیصال
بیہودہ وہ اڑا دینگے اُس کو
کچھ زنا و شراب میں دینگے
کر دیا ہے پوجاریوں نے تباہ

ریل پر پھر وہ مال دیوینگے
راستہ اپنے گھر کا لیونگے

ساتھ لیجائینگے وہ گنگا جل
سب کو پلوائینگے وہ گنگا جل

گنگا جل تو ہے آخرش پانی
ہے بلاشک غذائے جسمانی

کھاتے ہیں وہ تو گائے کا گوبر
آدمی اُن کو ہم کہیں یا خر

ہیں خیالات میں وہ اپنے مست
ہوتے جاتے ہیں دین میں وہ پست

ہیں وہ آتش پرست و آب پرست
آفتاب اور ماہتاب پرست

زر پرستی تو ان کی ہے مشہور
چاندی سونا ہے ان کے دل کا نور

پوجتے ہیں وہ شرم گاہوں کو
جانتے پن ہیں وہ گناہوں کو

ان کو شیطان نے ہے دیا دھوکا
سانپ کی بھی وہ کرتے ہیں پوجا

پھر مسلماں پہ وار کرتے ہیں
ان پہ وہ مار مار کرتے ہیں

جس طرح ہوسکے ستاتے ہیں
دیکے آزار دل دکھاتے ہیں

وہ قلم اور زبان سے چھیڑتے ہیں
پچھلے مردوں کو وہ اکھیڑتے ہیں

کرتے رہتے ہیں راتدن تکرار
ہیں مسلمان ان کی آنکھ میں خار

تھک گئے ہم تو سہتے سہتے وار
کیا اس قوم نے ہمیں ناچار

اے خدا تو پناہ دے ہم کو
سیدھا اور صاف راہ دی ہم کو

اپنے حفظ و اماں میں لے ہم کو
ہر ضرورت ہماری دے ہم کو

جو ستاتے ہیں ہمکو انکو ستا
جو جلاتے ہیں ہم کو ان کو جلا

بھیج اپنی مدد کہ ہم ور ہوں
سرنگوں یہ ہمارے خودسر ہوں

یہ جو ہیں خاص و عام بنجائیں
پھر ہمارے غلام بنجائیں

ہاتھ جوڑیں زمین پر بیٹھیں
کرسیوں پر نہ بیٹھ کر اینٹھیں

دور کر ان کی تو زبان زوری
حد سے بڑھ کر بنے ہیں یہ شوری

دُکھ پہ دُکھ دیتے ہیں ستاتے ہیں
ہندی جیتے ہیں ہارے ہیں تازی
دین پر اب یہ وار کرتے ہیں
گالیاں دیتے ہیں رسولوں کو
زر نے اب اُن کو کر دیا اندھا
ہاتھاپائی پہ یہ اُترتے ...... ہیں
ان کو سرکار کا بھی خوف نہیں
ہم میں اور ان میں تو ہی کر انصاف
لائے ہیں تیرے گھر یہ ہانک پُکار
ہے تجھی سے ہماری اب فریاد
لوٹ کر ہمکو یہ بنے ہیں امیر
پھر بھی جینے ہمیں نہیں دیتے
تو ہی روکیگا ان کی ہم سے گزند
تیری ہی ذات کا بھروسا ہے
فضل کی تیرے انتظاری ہے
تھک کے ہم چور ہو گئے افسوس
ظُلم سہہ سہہ کے ہو گئے ماندے
ٹکڑے اس غم سے دل کے اُڑتے ہیں
ختم کر اب دُعا کو اے ناصر
آیا ڈیرہ میں میں جو آخر کار
ایک گھنٹہ میں راجپور ...... آیا

سخرہ ہم کو یہ بناتے ہیں
ہم سے دُنیا کی جیت لی بازی
ٹکڑے ہم کو یہ دلفگار کرتے ہیں
تو پکڑ ایسے بے اصولوں کو
علم ناقِص نے کر دیا بہرا
خوف سے تیرے ہم تو ڈر گئے ہیں
تیرے دربار کا بھی خوف نہیں۔
سارے جھگڑوں کو تو ہی کر دے صاف
اپنے بندوں کی تو ہی لیگا سار
ہمیشہ کرتے ہیں یہ عدو بیداد
ہم غریبوں کو کر دیا ہے فقیر
ہر گھڑی چٹکیاں یہ ہیں لیتے
ان کے ہاتھوں کو تو کریگا بند
رحم کر رحم دیر اب کیا ہے۔
بڑھ گئی حد سے بے قراری ہے
دل میں ناصور ہو گئے افسوس
تیرے بندے ہیں سخت درماندے
بے خبر جلد ہم اُجڑتے ہیں
جو ہے ظالم وہ ہوگا خود خاسر
وہاں سے ٹمٹم پہ ہو گیا میں سوار
دل میں میرے بہت سرور آیا

ملگئے مجھکو بھائی کلن خاں
اِن کے بنگلہ پہ میں ہوا مہماں

دوسرے دن گیا مسوری پر
ٹھہرا وہاں جاکے ایک دوست کے گھر

ہیں ہمارے عزیز ایک عزیز
اُن کو دی ہے خدا نے عقل وتمیز

ڈانڈی بھیجی اُنھوں نے لینے کو
مجھکو آرام وچین دینے کو

ان کی دوکان کا نام ہے آرام
ہے پیارا عزیز ان کا..... نام

ہیں وہاں احمدی فقط دو چار
ہوئے خدمت کو وہ مری طیار

مجھپہ ہر ایک نے نوازش کی
میری خواہش جو تھی وہ مجھکو دی

ہے مسوری بھی ایک جائے خوب
اس کو شوقین رکھتے ہیں محبوب

ہے کئی میل اس کی آبادی
ہوتی ہے دل کو فرحت وشادی

خوب رونق کے ہیں وہاں بازار
اور پہاڑوں پہ ہے عجب گلزار

محکمے ہیں بہت کئی دفتر
بس رہے ہیں وہاں ہزاروں گھر

کئی نواب ہیں کئی راجا
بجتا رہتا ہے اُن کے ہاں باجا

ویں یعقوب خان رہتے ہیں
شیر علیخاں کی جان رہتے ہیں

پہلے کابل کے رہ چکے ہیں شاہ
ان سے سرزد ہوا تھا سخت گناہ

اس لئے وہ کئے گئے معزول
گرنہ قصہ تو ناصر اتنا طول...

یہاں انگریز ان کو لائے... ہیں
چند برسوں سے یہاں وہ آئے ہیں

سیر سے یہاں کی جو میں سیر ہوا
یہاں سے چلنے پہ میں دلیر ہوا

چلکے آخر کو راجپور..... آیا
پرنہ دل کو مرے سرور آیا۔

نہ ملے گھر پہ مجھکو کلن خاں
اس لئے میں بہت ہوا حیران

دوسرے روز دہرہ میں... آیا
صبح کا کھانا اس جگہ...... کھایا

ٹھہرا عبدالمجید کے گھر پر
اس جگہ قید میں رہا دن بھر

اجمری اور اس جگہ میں نہ تھا
اک عمارت تھی گردواروں کی
خوشنما دل کشا عمارت ہے
چار جانب کھچی ہے وہاں دیوار
ہر طرف ہیں مکان عالیشان
رکھا رہتا ہے اک گرنتھ وہاں
چار جانب ہیں اور چار مزار
ان مزاروں میں دفن ہیں وہ سب
فرش ہے خوب خوشنما پُر زیب
سنگ موسی ہے سنگ مرمر ہی
گُردوارے کے ساتھ ہے جاگیر
جنکو بدنام کرتے ہیں ہندو
ان کی جاگیر پا رہے ہیں اب
چھوڑ ناصر یہ قصۂ بے سود
آئے عبدالمجید چندہ ..... دیا
تھکا ماندہ میں رات کو ..... آیا
آئے جگروتہ سے جو گلن خاں
اور دو روز مجھکو واں رکھا
میری اُمید وہاں ..... نہ بر آئی
چوتھے دن کچھ انھوں نے مجھکو دیا
میرے اوقات کا جو خون ہُوا

میاں عبدالمجید تھے تنہا
اسی عرصہ میں مینے وہ دیکھی
کیا پیسے کو خوب عمارت ہے
گرو صاحب کا اور میاں کا مزار
ہیں مقرر وہاں کئی دربان
گرو صاحب کا ہے مزار جہاں
گرو صاحب کی بیویاں تھیں چار
ہے سماں اس جگہ کا ایک عجب
گویا بچھا ہے وہاں یہ دامِ فریب
خوب اس میں لگایا پتھر ہے
دے گئے تھے جو شاہ عالم گیر
جانتے جن کو ہیں وہ اپنا عدو
ان کے صدقہ میں کھا رہے ہیں اب
مجھکو حاصل ہوا یہاں مقصود
راستہ مینے راجپور کا لیا
شبکو بنگلہ میں آکے سکھ پایا
نہوا اُن سے ملکے میں شاداں
آخرش چل دیا میں ہو کے خفا
مینے راحت نہ اس جگہ ..... پائی
جو کراہیت سے مینے ان سے لیا
اس لیے مجھکو بس جنون ہُوا

جان پر اپنی کر کے قہر و غضب | چلدیا وہاں سے میں بہ رنج و تعب
ہووے پنجابیوں پہ فضل خدا | کہ بہت مال مجھکو ان سے ملا
اب یہ ہندوستاں کی باری ہے | اس لئے دل کو بے قراری ہے
اک نمونہ تو میں نے دیکھ لیا | جس نے دل کو مرے ملال دیا
آگے اب دیکھئے کہ ہوگا کیا | فضل اپنا کرے مرا مولا
ہے بہت مجھکو اپنا وقت عزیز | ورنہ پیسہ تو ایک ہے ناچیز
پہلے ہی گر جواب مل جاتا | تو نہ میں اس طرح کا دکھ پاتا
ڈیرہ میں شبکو پہنچا آخر کار | ریل چلنے کو تھی وہاں طیار
چلا امروہہ کو میں بادل شاد | راہ میں آگیا مراد آباد
آیا امروہہ میں بوقت سحر | سید احسن کے میں گیا گھر پر
مجھسے ملکر ہوئے بہت وہ شاد | فکر سے دل مرا ہوا آزاد
بڑے الطاف سے وہ پیش آئے | بڑے اکرام سیکر فرمائے
کی بہت میری عزت و عظمت | حق تعالیٰ کی اسپہ ہو رحمت
خوب فرمائی میری دلجوئی | مجھسے برتی بہت ہی خوشخوئی
ہوں میں ممنون ان کی الفت کا | ہوں میں مرہون ان کی شفقت کا
حق تعالےٰ کے ان پہ ہوں انعام | دو جہاں میں کبھی نہوں ناکام
ان کی ترغیب سے ملا چندہ | ان کے ناخن سے یہ کھلا عقدہ
ہے یہ امروہہ ایک پورانا شہر | ہے جہالت کی اس میں بہتی نہر
رافضی بنگئے بہت سید | در گہ مرتضیٰ سے ہیں وہ رد
نہ عبادت نہ پارسائی ہے | فحش بے باک بے حیائی ہے
چال ڈھال ان کی ہر شغال یہود | شکل و صورت ہے ان کی جیسی ہنود

عقل اور علم سے وہ عاری ہیں
شیخ سدو کے وہ پجاری ہیں

پوجا کرتے ہیں اُن کی وہ ہیہات
اسپہ نذریں چڑھاتے ہیں دن رات

ایک مسجد ہے اس کا تھان بنا
ایک گھنٹہ ہے وہاں نشان بنا

اسکو بیمار چومتے ہیں خوب
اس جگہ آکے جھومتے ہیں خوب

جانور اسپہ وہ چڑھاتے ہیں
اس کی عزت کو وہ بڑھاتے ہیں

سید اس کا چڑھاوا کھاتے ہیں
روز و شب اس کی حمد گاتے ہیں

بنگئے دل سے تابع شیطاں
بنے اللہ کے وہ نافرماں

فرض مذہب ہے تعزیہ داری
ان کی شیطاں نے عقل ہے ماری

کوئی کرار ہے کوئی جرّار
پر نہیں کوئی حق کا "تابعدار

رہا دو روز اس جگہ پہ قیام
پایا مینے وہاں بہت آرام

جب ہوا واں سے قصد چلنے کا
غیب سے مجھکو پہنچا یہ مژدہ

کہ میاں قاسم آئے لینے کو
ان کو دونوں جہاں کی راحت ہو

ہوا امروہہ سے میں بس رخصت
ہووے کل دوستوں پہ بس رحمت

چلکے ہم رامپور میں آئے
گویا آرام پور میں آئے

آئے لینے کو ذوالفقار علی
فضل حق انپہ ہو خفی و جلی

احمدی دو ہی تین ہیں اس جا
حافظ و ناصر ان کا ہو مولا

ایک دن رہکے مینے چندہ لیا
بڑی الفت سے دوستوں نے دیا

شاہجہانپور وہاں سے میں آیا
آکے آرام اس جگہ ..... پایا

وہاں کے احباب لینے کو آئے
چین و آرام دینے کو آئے

ریل سے لیگئے مجھے ہمراہ
رحم ان پر کرے مرا اللہ

مہر و الفت سے مجھسے پیش آئے
جو میسر تھا ان کو وہ لائے

پر تکلف ہر اک نے دعوت ...... کی
بڑے سرگرم دوست ہیں مختار
میری خدمت میں وہ رہے حاضر
ان کا اور سب کا دل سے ہوں مشکور
میاں قاسم نے کی بہت خدمت
شاہ آباد تک وہ آئے ساتھ
ریل تک آ گئے میاں انوار
ایکدن ان کے ہاں ہوا مہمان
خانصاحب نے مجھکو چندہ دیا
ریل تک لا کے مجھکو پہنچایا
میاں قاسم ہوئے وہاں سے جدا
لکھنؤ کیطرف ہوا میں رواں
آیا آخر کو لکھنؤ کا شہر
لوگ رہتے ہیں اس میں عیش پرست
عیش دُنیا ہے قبلۂ مقصود
نہ خدا سے نہ ہے رسول سے کام
کوئی کرار ہے کوئی جرار
نام کے ہیں وہ بس فدائے حسین
زہد و تقوی کا ان میں نام نہیں
بازیوں میں وہ غرق ہیں دن رات
چھوڑ بیٹھے نماز اور روزہ

ہو کے خوش مجھکو کچھ رقم بھی دی
اس جماعت کے ہیں وہ نمبردار
رہے ہمراہ میرے تا آخر
سرخرو ہوں وہ سب خدا کے حضور
ان کی ہمت میں دے خدا برکت
خوب پکڑا انھوں نے میرا ہاتھ
تاکہ آسان ہو رہ دشوار
میری دل جوئی کا ہوا سامان
دوسرے روز مینے کوچ کیا
دے خدا اس کی ان کو نیک جزا
اپنہ ہووے ہمیشہ فضلِ خدا
ریل جاتی تھی بس رواں دواں
ہے برستا جہاں خدا کا قہر
عیش دُنیا میں ہیں وہ بالکل مست
یہی دُنیا ہے اس کا بس معبود
جسکو دیکھو حسین کا ہے غلام
کبھی دیکھی نہیں مگر تلوار
یاد اُن کو نہیں خدائے حسین
کوئی شے بھی انھیں حرام نہیں
یاد مرنا انھیں نہیں ہیہات
شغل ہے ان کا بھنگ اور بوزہ

مجھے ہے شراب اور کباب کا چسکا
مسخراپن ہے ڈھول ڈھپا ہے
سُنّی بھی ان سے کچھ نہیں ہیں کم
ہر اکھاڑہ میں وہ بھی ہیں موجود
الغرض لکھنؤ ہے نیا شہر
آخرش لکھنؤ میں میں اُترا
مل گئے مجھکو وہاں کبیر الدین
ان کے گھر پر مرا مقام ہوا
دوسرے دن گیا میں سیتاپور
احمدی کوئی بھی نہیں اس جا
وہاں سے آگے لکھیم پور گیا
صبح کو شہر میں ہوا داخل
پھر دوبارہ میں پہنچا سیتاپور
آہ ضائع ہوئے مرے دو دن
لکھنؤ میں میں آگیا ناکام
مینے پھر قصد کانپور کا کیا
نو بجے دن کے کانپور آیا
احمدی چار شخص وہاں پائے
بڑی خاطر انھوں نے میری کی
خوب دعوت مری ہوئی اس جا
آیا پھر لکھنؤ میں تیسری بار

اور چنگ و رباب چسکا
کوئی بھڈو ہے کوئی بھڑوا ہے
عاقبت کا نہیں انھیں بھی غم
عقل و ایمان کو کیا مفقود
اس کی آب و ہوا میں ہو اک زہر
احمدی بھائیوں کے گھر پہ گیا
بڑے پُرجوش ہیں نصیر الدین
اور امانت سے ان کی کام ہوا
اس میں پایا نہ مینے بالکل نور
جب سے خوش ہوکے میں وہاں ملتا
رات کے وقت اس جگہ پہنچا
وہاں بھی مجھکو ہوا نہ کچھ حاصل
پھر بھی حاصل ہوا نہ دل کو سرور
نہ ملے مجھکو وہاں میاں محسن
مفت میں ریل میں گنوائے دام
دل میں جو غم تھا اُس کو دور کیا
تب مرے دل کو کچھ سرور آیا
کچھ ٹکے ان سے مجھکو ہاتھ آئے
چلنے سے پہلے کچھ رقم دیدی
دے خدا اس کی اُن کو نیک جزا
دل ہے اس شہر سے مرا بیزار

اس جگہ ہیں فقط کبیر الدین — اور کوئی نہیں نصیر الدین
بڑی کوشش سے کام کرتے ہیں — وہ رقیبوں کو رام کرتے ہیں
ٹوٹے پھوٹے ہیں احمدی دو چار — کوئی نالہ کے وار کوئی پار
اک برادر اعیانہ عبدالعزیز — ان کو حاصل ہے دین حق کی تمیز
سچ میں کہتا ہوں یہ برب فلق — ہے نہ ملنے کا ان کے مجھکو قلق
مینے پھر لکھنؤ سے کوچ کیا — راہ پرتاب گڈھ کا مینے لیا
رات کے وقت اس جگہ آیا — سب کو آرام میں وہاں پایا
ہیں وہاں رہتے ڈاکٹر صاحب — پہنچا میں ان کے ہاں بوقت شب
میرے آنے کی سن کے وہ آئے — بڑی عزت سے گھر میں وہ لائے
جو کہ موجود تھا وہ کھلوایا — برف کا پانی مجھکو پلوایا
کی انھوں نے میری بڑی عزت — دے خدا انکو عزت و عظمت
دوسرے روز کی بڑی دعوت — ان کو بخشے خدا بہت برکت
کھلے دل سے عطا کیا چندہ — دل سے ممنون ان کا ہے بندہ
بڑی خاطر بہت محبت کی — جسقدر ہو سکا اعانت کی
ان کے گھر پر ملا بہت آرام — اسے خدا ان کا نیک کر انجام
ان کے گھر سے ہر اک بلا ہو دور — نعمتوں سے ہو ان کا گھر معمور
ریل پر چھوڑنے مجھے آئے — اور ٹکٹ اپنے پاس سے لائے
وہاں سے چلکر گیا الہ آباد — قید سے ریل کی ہوا آزاد
اس جگہ ملگئے میاں عثمان — رہا دو روز ان کے ہاں مہمان
کی اعانت انھوں نے میری خوب — ملگیا آخرش مرا مطلوب
سے وہاں مولوی علی احمد — کی انھوں نے بھی میری خوب مدد

اور بھائی بھی وہاں ملے دو چار — ہوں میں کل بھائیوں کا شکر گذار

لیکے چندہ وہاں سے کوچ کیا — قصد میں نے کیا بنارس کا

ہوا داخل وہاں بوقت شام — خانساماں کے ہاں کیا آرام

دیکھ کر مجھکو وہ ہوئے خوشحال — لائے کھانا مرے لئے فی الحال

چندہ دینے میں سب کی سبقت — حق تعالیٰ کی اپنی ہو رحمت

راجہ صاحب کی کوٹھی دکھلائی — جس کے شائق ہیں کل تماشائی

ہے وہ آرام گاہ دنیا کی — ہے عیاں عز و جاہ دنیا کی

کھیل ہے اس میں یا تماشا ہے — اور اس میں بھلا دھرا کیا ہے

روشنی ہے عجب عجب پنکھے — ہیں تصاویر اور عجب نقشے

عمدہ اسباب سے سجی ہو وہ — ذو العجائب ہے پُرکجی ہے وہ

اس میں حاصل ہیں عیش کے اسباب — کھاتے پیتے ہیں مل کے وہاں احباب

وہاں میسر ہے ہر طرح کی شراب — اس کے ہمراہ جیسے چاہو کباب

عیش خانہ ہے اہل دنیا کا — ذکر اس میں نہیں ہے عقبیٰ کا

عیش خانہ نہ مجھکو وہ بھایا — ڈر کے میں اس میں سے نکل آیا

مولوی ہیں وہاں الہی بخش — سب گنہ اُن کے یا الٰہی بخش

انکی ہاں جاکے پھر کیا آرام — کی وہیں صبح اور وہیں پر شام

کی انھوں نے بڑی مری خدمت — حسب مقدور کی بہت نصرت

دعوتیں سارے بھائیوں نے کیں — حسب مقدور سب نے نذریں دیں

تیسرے روز میں وہاں سے چلا — تیسرے پھر آرہ جا پہنچا

میرے والد کا ہے مزار وہاں — اور کوئی نہیں ہے یار وہاں

دیکھنے کا تھا اس کے شوق مجھے — یہی وہاں رہ گیا تھا ذوق مجھے

پر نہ بر آئی یہ مری امید — غلطی کر گئی مری فہمید
ان کے مرقد کا جب ملا نہ پتا — کرکے افسوس میں مُنگیر چلا
آخرش میں مُنگیر میں پُہنچا — اپنے احباب کو تلاش کیا
ان کے ڈیرہ پہ جا کیا آرام — کرکے آرام میں نے کھایا طعام
میری خدمت میں وہ رہے حاضر — نہ کسی امر میں ہوئے قاصر
بڑی الفت سے اور ادب سے ملے — مجھکو خوش آیا ایسے ڈھب سے ملے
شام کو سیر مجھکو کروائی — گنگا مائی بھی مجھکو دکھلائی
ہے بہت خوشنما وہاں گنگا گھاٹ — اسپہ آکر اُترتے ہیں کل لاٹ
آجکل احمدی وہاں کم ہیں — بس غنیمت ہیں جو وہاں دم ہیں
کارپرداز ہیں خلیل احمد — کی اُنھوں نے مری بہت ہی مدد
اک برادر ہیں وہاں وزارت حسین — رہے خدمت میں میری وہ دن تین
بڑے آداب سے وہ پیش آئے — مجھکو آخر وہ اپنے گھر لائے
اک سٹیشن ہے اس جگہ کجرا — وہاں سے ہے ایک کوس گھر انکا
ریل پر جب چڑھے مُنگیر سے ہم — پیش آیا نہ کوئی رنج و الم
ان کے والد ملے بصد اعزاز — پھر تو ہم چار ہو گئے دمساز
شام کے وقت ریل سے اُترا — اور ڈولی میں میں سوار ہُوا
ایک گھنٹے میں ان کے گھر آیا — کھانا پکا ہوا وہاں پایا
کھا کے کھانا وہاں کیا آرام — گذری آرام سے وہ رات تمام
صبحکو سیر اسجگہ کی کی — ہے پرانی ارین کی بستی
بدھ نے اس جا پہ کھینچا تھا چِلّا — چین و جاپان جسکا ہے شیدا
باپ اُس کا وہاں کا راجہ تھا — لوگ مشہور کرتے ہیں ایسا

یہاں ارادت حسین مجھسے ملے
قادیاں میں رہے ہیں مدت تک
ایک بستی ہے اس جگہ سے قریب
چار اشخاص وہاں سے ملنے آئے
تھے وہیں کے میاں نذیر حسین
پڑ گئی انپہ مار جب حق کی
دیا عیسیٰ کو کفر کا فتوا ۔ ۔
ان کو احمد سے بغض تھا از حد
عقل ان میں رہی نہ تھی اک جو
بنے حاکم بٹالوی صاحب
کیا شاگرد نے خراب انھیں
آخری عمر میں لگا دھبہ
ہیبت حق سے اس قدر گھبرائے
بالمقابل نہ کر سکے تقریر
مرزا صاحب سے کر سکے نہ کلام
مستعد مارنے پہ تھے سب لوگ
تھا ارادہ کہ قتل کر ڈالیں
خوب سرکار نے انھیں روکا
ایک مومن کو کہہ دیا کافر
ان کو ان کی بڑائی نے کھویا
حق نہ ظاہر کیا خدا کے لئے

وہ بھی ہیں احمدی بہت پکے
بڑے اخلاص مند ہیں بیشک
اس میں بھی رہتے ہیں ہمارے حبیب
کچھ مجھے دیتے تو وہ چندہ لائے تھے
ہاتھ سے جنکے ہم ہوئے بے چین
بن گئے دل سے دشمن مہدی
اس بڑھاپے میں وہ ہوئے رسوا
پر نہ وہ لکھ سکے کچھ ان کا رد
اپنے شاگرد کے بنے پیرو
اور محکوم دہلوی صاحب
کر دیا لائق عذاب انھیں
دیا شاگرد نے بڑا دھوکہ
کہ وہ عیسیٰ کے روبرو ہی نہ گئے
ان کی تحریر تھی پُر از تزویر
بھاگے مسجد سے گھر کو تیغ خام
تھا تعصب کا جن کے دل میں روگ
یا کہ کچا ہی ہمکو وہ کھالیں
نہ چلا آخر ان کا کچھ دھوکا
اپنے شاگردوں میں گئے وہ گھر
ہوس پیشوائی نے کھویا
مستعد ہو گئے جفا کیلئے

ہادیٔ دیں پہ ظلم و جور کیا ہائے افسوس کچھ نہ غور کیا

وہ مشیخت مآب بن بیٹھے گھر میں اپنے جناب بن بیٹھے

حکم حق دیکھے جو کہ آیا تھا جس کے سر پر خدا کا سایہ تھا

اس سے لڑنے کو ہو گئے طیار آخری عمر میں ہوئے وہ خوار

کچھ نہ دکھلایا اپنا صدق و سوز بنگئے کہنہ مشق نو آموز

جو کمایا تھا سب گنوا بیٹھے جو پڑھا تھا وہ سب بھلا بیٹھے

چھوڑ ناصر تو ان کے قصہ کو پھر سنا ہم کو اپنے قصہ کو

چندہ لے دیکے میں وہاں سے چلا چھوڑا مینے اریں اور کجرا

چلکے اس جا سے آیا بھاگلپور کرے اس شہر کو خدا پر نور

احمدی اس میں ہیں فقط دو چار غفلت و قہر کے ہیں وہاں آثار

ہیں فقط ایک مولوی ماجد ان کے ڈیرہ پہ میں ہوا وارد

ان سے ملکر ہوا مرا دل شاد خوب رکھتے ہیں علمی استعداد

ایک دن ان کے پاس میں ٹھہرا میں ہوں ممنون ہر طرح ان کا

کچھ انھوں نے مری امانت کی چلنے سے پہلے ایک رقم دیدی

اور ہیں اسجگہ ہمارے عزیز ان کو دارین کی عطا ہو تمیز

نوجواں وہ پلس میں افسر ہیں اس سٹیشن پہ انسپکٹر ہیں

ان کے والد بھی آ گئے اسروز وہاں سے چلنے کو میں ہوا جسروز

اک رقم کی انھوں نے مجھکو عطا انپہ ہووے ہمیشہ فضل خدا

رات کو وہاں سے میں روانہ ہوا شہر کلکتہ میں میں جا پہنچا

مجھکو لینے کو آئے کچھ احباب ہوئے وہاں جمع احمدی احباب

حسب مقدور میری خدمت کی بڑی توقیر خوب عزت کی

کی وہاں سب نے میری دلجوئی
چندہ مجھکو دیا بجوشش خوئی

شہر کلکتہ ہے وہ عالیشان
دیکھکر جس کو میں ہوا حیران

ہے بہت ہی فراخ آبادی
لوگ پھرتے ہیں وہاں بہ آزادی

کھلے سڑکیں ہیں اور کھلے بازار
چلنا پھرنا نہیں ہے وہاں دشوار

ہر طرف وہاں ٹریم جاری ہے
یہ بھی نعمت خدا کی بھاری ہے

سیر کرنا ہے وہاں بہت آسان
تھکتا ہرگز وہاں نہیں انسان

ہیں بہت آدمی وہاں کے غنی
وہاں کسی چیز کی نہیں ہے کمی :

چوڑی چکلی ہیں اسجگہ گلیاں
چلتی ہیں خوب آپ کی نلیاں

مینھ بھی کثرت سے وہاں برستا ہے
ملک رحمت سے حق کی بستا ہے

ہیں درختان میوہ دار بہت
چار جانب ہے وہاں بہار بہت

جسطرف دیکھو اُس طرف تالاب
چیز جو ہے وہاں وہ ہے نایاب

ایک دیکھا چھتا ہوا ..... بازار
اس میں ہے بس عجب طرح کی بہار

چیز جو چاہو وہاں مہیا ہے
جسکو دیکھو وہ چیز بڑھیا ہے

جو زمانہ میں چیز ہے مفقود
اس جگہ وہ ضرور ہے موجود

کیا نزاکت ہے کیا صفائی ہے
یاد آتی وہاں خدائی ..... ہے

ساتھ بچے ہمارے گر ہوتے
کچھ نہ کچھ ہم بھی اس جگہ کھوتے

ایک بھائی نے کی بہت خاطر
لیگئے مجھکو وہ عجائب گھر

چڑیا خانہ کی بھی کرائی سیر
خوب ہی الغرض دکھائی سیر

دل سے ہوں ان کا میں سپاس گذار
دے خدا ان کو عز و جاہ و وقار

ہے جماعت یہاں اگرچہ قلیل
حکم کی سب نے سب کی تعمیل

مجھ سے سب نے بہت محبت کی
بڑی شفقت بہت عنایت کی

سب مرے ہمراہ ریل تک آئے
حق خدمت کو وہ بجا لائے

جب ٹمٹک کیطرف ہوا میں سوار
باعث ابر ہوگئی شب تار

صبحدم آئی منزل مقصود
ریل پر احمدی ہوئے موجود

مجھکو اعزاز سے وہ گھر لائے
بڑے آرام انکے ہاں پائے

دوسرے روز میں ہوا رخصت
کہ زیادہ مجھے نہ تھی فرصت

دو برادر مرے ہوئے ہمراہ
حق تعالیٰ ہو ان کا پُشت پناہ

ایک کشتی پہ ہم سوار ہوئے
راستے میں وہ میرے یار ہوئے

رہا جب تین میل پر سنگڑا
تب کنارہ پہ آگبوٹ لگا

سنگڑہ سے آئے لینے کو احباب
خوب حاصل کیا انھوں نے ثواب

بڑے اخلاص سے وہ مجھ سے ملے
دیکھکر مجھکو مثل پھول کھلے

ہاتھ پانؤں وہ میرے چومتے تھے
ذوق اور شوق سے وہ جھومتے تھے

انپہ ایسی خوشی ہوئی طاری
آنسو آنکھوں سے ہو گئے جاری

پالکی میں مجھے بٹھا کر لائے
بڑے آرام میں نے ان سے پائے

میرے آنے سے تھے بہت شاداں
مجھسے ملکر ہوئے بہت فرحاں

پانچ چھ گاؤں ہیں قریب قریب
ان میں بستے ہیں وہاں ہمارے حبیب

ہے کمبی گویا ریاست گاہ
ہے وہ سب بھائیوں کی پشت پناہ

اس میں عبدالرحیم رہتے ہیں
مولوی جنکو لوگ کہتے ہیں

ہیں وہی اس جگہ پہ صاحب علم
صاحب علم اور صاحب حلم

ہیں بڑے عالم اور بڑے دیندار
نیکبختی کے ان میں ہیں آثار

پہلے وہ احمدی بنے اس جا
انپہ پہلے ہوا تھا فضلِ خدا

بعد میں اور بھی ہوئے شامل
رفتہ رفتہ بہت بنے کامل

آپ تو ہے اک بڑا گروہ وہاں — اک جماعت ہے پر شکوہ وہاں

احمدی ہیں وہاں نکلے پُر الفت — ہے بہت انمیں رافت و رحمت

بڑے خوش اعتقاد بندے ہیں — جو مخالف ہیں ان کے گندی ہیں

چندہ مجھکو وہاں سے خوب ملا — نہیں مجھکو وہاں کسی سے گلا

بڑی برسات ہوتی ہے اس جا — وہاں ہوتے ہیں اس جگہ پیدا

لوگ دو وقت کھاتے ہیں چاول — وہاں کے لوگوں کو بھاتے ہیں چاول

دال اور بھات پر گذارا ہے — وہی اس ملک کا سہارا ہے

باغ ہوتے ہیں سب گھروں کے گرد — نخل ہوتے ہیں چھپروں کے گرد

ناریل تاڑ اور سپاری ہے — وہاں کی خوشنما کیاری ہے

کیلے ہیں اور شریفہ ہیں ہر جا — ہے پھلوں میں عجیب انکے مزا

بانس کی خوشنما قطاریں ہیں — کیا کہوں کیسی وہاں بہاریں ہیں

آم کی بھی ہے اس جگہ کثرت — ہے خدائے بریں کی وہاں رحمت

ہر طرح کے درخت ہیں موجود — سیب و انگور ہیں مگر مفقود

اس قدر ہے وہاں پہ کثرت آب — ہے ہر اک گھر کے پاس اک تالاب

سبزہ ہی سبزہ ہے نظر آتا — دیکھنے والے کو جو ہے بھاتا

جسطرف دیکھو اس طرف ہو تری — کہیں آتی نظر نہیں خشکی

جسطرف دیکھو ندی و نالہ — بن رہا ہے بہشت بنگالہ

ہو نہ وہاں اس طرح اگر برسات — نہ نظر آئے آدمی کی ذات

جل کے ہو جائے ساری خلق تباہ — ہے حکیم و کریم وہ اللہ

مہربان و رحیم ہے وہ ذات — ہاں بلا شک عظیم ہے وہ ذات

کر نظر ہمیشہ فضل و رحمت کی — آرزو ہے تری عنایت کی

اپنے بندے کی کر مدد یارب
دور رکھ اس سے اپنا قہر و غضب

فتح و نصرت تو میری شامل کر
ہوں میں ناقص تو مجھکو کامل کر

خیر و خوبی سے تا دیاں لے چل
باغ اُمید میں لگا دے پھل

آرزوؤں کو میری پورا .... کر
یہ گدا اکیطرح پھرا گھر گھر

غیب سے بخش تو مجھے سامان
کر مری مشکلوں کو تو آسان

آخرش میں وہاں سے کوچ کیا
دور تک دوستوں نے ساتھ دیا

وقتِ رخصت ہر اک فسردہ تھا
دلِ غمگیں میں لیکے وہاں سے چلا

میں اگنبوٹ میں چڑھا جا کر
اترا آخر کو اس سے گھبرا کر

اک جگت پور کا اسٹیشن تھا
وہاں سے خوردہ کو میں سوار ہوا

آ ہی جب خوردہ روڈ میں اترا
بیل گاڑی میں میں سوار ہوا

خوردہ میں جا کے میں رہا کچھ دیر
کھانا کچھ کھا کے ہو گیا میں سیر

ایک بھائی نے کھانا کھلوایا
اک روپیہ بھی مجھکو دلوایا

آئے کیرنگ سے کئی اشخاص
تھا بھرا جن کے قلب میں اخلاص

بڑے آداب سے وہ مجھسے ملے
مجھسے مل کر مثالِ غنچہ کھلے

بیل گاڑی میں مجھکو بٹھلایا
وہاں سے کیرنگ کا لیا رستا

جب میں کیرنگ کے قریب گیا
اک تماشا عجیب وہاں دیکھا

آئے لینے کو میرے چھوٹے بڑے
تھے سرِ راہ پر وہ میرے کھڑے

بڑی الفت سے اور محبت سے
اہلِ کیرنگ مجھسے آ کے ملے

دست و پا کو وہ چومتے تھے مرے
شوق سے گرد گھومتے تھے مرے

فخر تھا ان کو میرے آنے کا
پر ہوا سخت رنج جانے کا

کوئی دیتا شریفہ و امرود
چائے کوئی پلاتا کوئی دودھ

شکر کے گیت تھا کوئی گاتا ہے
مجھ سے شیریں کلام تھے اور نرم
کی وہاں سب نے میری دلجوئی ہے
دیکھنے مجھکو آئے وہاں دشمن
مجھپہ کچھ اعتراض آکے کئے
اپنے ملاؤں کے وہ تھے مداح
جو انھیں آخرش ڈبوئینگے
سخت بارش وہاں ہوئی اُس روز
وہاں سے جس وقت میں روانہ ہوا
دور تک چھوڑنے مجھے آئے
وہ محبت سے دیکھتے تھے مجھے
مجھکو گاڑی میں بس سوار کیا
مجھکو اُن کی جدائی کا غم تھا
آیا میں خوروہ روڈ میں شب کو
صبح کو ریل پر سوار ہوا
کھیت سرسبز ملک تھا شاداب
دھان ہی دھان تھے نظر آتے
کوسوں تک سبز ہی بچھونا تھا
آخرش دیکھا میں نے اک پانی
آب ہی آب تھا نظر آتا
تھے کنارے پہ لوہے کے پنجرے

گوشت اور بھجات تھا کوئی کھلاتا ہے
میری خاطر میں تھی بہت سرگرم
چندہ مجھکو دیا بخوشی خوشی
سید تھے رستے کے جو کہ میں آن
جن کے میں نے جواب اُن کو دیئے
جو کہ کشتی کے ان کی ہیں ملاح
دین و دنیا سے ان کو کھوئینگے
ان کا مہمان میں ہوا جس روز
دل پہ ان کے بہت قلق گذرا
ان کے چہرے تھے سخت کملائے
بڑی حسرت سے دیکھتے تھے مجھے
دو عزیزوں کو میرے ساتھ دیا
پر انھیں زیادہ اور مجھے کم تھا
حمد و تعریف ہے فقط رب کو
اور کئی ندیوں سے پار ہوا
جس طرف دیکھو اُسطرف تھا آب
سبز مخمل کو تھے وہ شرماتے
دھان کیا تھے وہ گویا سونا تھا
جس کا دیکھا نہ تھا کبھی ثانی
دیکھنے والوں کو وہ تھا بھاتا
تھے لگائے وہ خوب حکمت سے

مچھلیاں آپ اس میں آجاتیں
دور تک ساتھ ساتھ تھا پانی
وہ سمندر کا بس کنارہ تھا
پھر وہ پانی تو ہو گیا مفقود
جانب غرب تھے پہاڑ بہت
سبزہ ان پر بھی تھا نظر آتا
آ سنے بہرام پور اور گنجام
دیکھے رستہ میں کالے کالے لوگ
اہل اسلام شاذ و نادر ہیں
پوجا واں پتھروں کی ہوتی ہے
کفر کیوں کر زمیں سے جائیگا
اے خدا کفر کو گھٹا دے تو
تجھکو آسان ہمکو مشکل ہے
گیا بنگالہ آگیا مدراس
بولی مکروہ اور شکل بُری
نہ فرانسیس کی نہ روس کی شکل
ڈائنیں دودھ دے کے آتی ہیں
دیکھ لیوے جوان کو پنجابی
کیلے البتہ کھانے میں آئے
آیا بجواڑہ میں بوقت شب
جو کہ کلکتہ سے وہاں ..... آتا

دھو کہ مچھوں کا تھا وہ کھا جاتیں
دوسری سمت تھی زمیں دھانی
خوب ہی خوشنما نظارہ تھا
اور زمیں رنگنی وہاں موجود
پر وہ ایسے نہ تھے اجاڑ بہت
جو تماشائیوں کو تھا بھاتا
کٹی آرام سے وہ راہ تمام
سب سے بڑھکر ہے کفر کا وہاں روگ
ملک پر اہل کفر قادر ہیں
دیکھ کر یہ زمین رونق بے
دین اسلام کیونکر آئے گا
دین اسلام کو بڑھا دے تو
کیونکہ قبضے میں تیرے ہر دل ہے
لوگ ہیں اس طرف کے بھی خناس
پھر گئی حسن کے گلے پہ چھُری
جس کو دیکھو وہ آبنوس کی شکل
وہ چڑیلیں بہت ستاتی ہیں
رات کے وقت ہووے بدخوابی
وہ تو دل کو مرے بہت بھائے
آکے وہاں دیکھا ایک اور غضب
وہ تو گویا بلا میں پھنس جاتا

ہوئے ہیں وہاں کچھ پلیگ کے افسر — ان کی ہوتی ہے بس کرم کی نظر
تھوڑا سا ابتلا وہاں ...... آیا ہے — فضل لیکن خدا نے فرمایا
صبح ہوتے ہی وہاں سے ریل چلی — ایک آفت تو میرے سر سے ٹلی
اک سٹیشن ہے راہ میں کہمم — ریل نے آکے جب لیا وہاں دم
ڈاکٹر آیا اور مجھے ...... پکڑا — میں یہ سمجھا کہ اب گیا جھگڑا
حق تعالیٰ کو میں نے یاد کیا — وہ اس نے ہر اک فساد کیا
ڈاکٹر تھا بہت بھلا مانس — نہ کیا اس نے کچھ بھی پس و پیش
مجھ کو اک سارٹیفکٹ بخشا — فضل حق سے ہوا میں غم سے رہا
حیدرآباد میں میں جب آیا — افسروں نے وہاں کے ٹھہرایا
ڈاکٹر کا دکھا دیا پرچا — تب ہوا ان کے ہاتھ سے میں رہا
میرا مولا جو میرا یار ہوا — ایک جھٹکہ میں میں سوار ہوا
میر مردان علی کے گھر آیا — میں نے ان کو نہ اس جگہ پایا
گیا اک اور دوست کے گھر پر — اپنے ڈیرہ پہ وہ نہ آئے نظر
ایک مولانا ہیں ہمارے یار — ان کے گھر پر گیا میں آخر کار
اس سفر کا وہاں ہوا انجام — کھانا کھا کر وہاں کیا آرام
صبح تھی عید میں نے غسل کیا — اپنے میلے لباس کو بدلا
ساتھ احباب کے نماز پڑھی — مسجد مکہ جا کے پھر دیکھی
پھر بشارت علی کے گھر پہ گیا — دن کا کھانا اسی جگہ کھایا
پھر یہ ٹھہری کہ بس وہیں ٹھہروں — مسکن اپنا اسی جگہ کو کروں
ہیں بشارت علی بڑے پرجوش — ان کو بخشے ہیں حق نے عقل و ہوش
حیدرآباد کی تو جان ہیں وہ — احمدیت کی گویا کان ہیں وہ

ان سے چھوٹے ہیں ان کے دو بھائی
ہیں وہ تینوں ہی حق کے شیدائی

چور ہیں عشق اور محبت میں
غوطہ زن ہیں وہ حق کی رحمت میں

احمدی سلسلہ کے حامی ہیں
ایسے ویسے نہیں ہیں نامی ہیں

باپ دادا تھے ان کے منصب دار
بڑے دادا تھے حیدر کرار

دل ہیں آزاد فکر دنیا سے
سینہ معمور یاد عقبیٰ سے

صورتیں پاک سیرتیں محبوب
ان میں عادت نہیں کوئی معیوب

سیدھے سادے ہیں اور بہت بھولے
اپنے رحمت کے در خدا کھولے

چھوٹی سی عمر میں بڑے ہشیار
ان میں پیدا ہیں رشد کے آثار

با ادب اور بہت فہیم ہیں وہ
طالب راہِ مستقیم ہیں وہ

احمدی سلسلہ کے ہیں وہ یار
اس کو کرتے ہیں جان و دل سے پیار

ہیں غلامِ غلام احمد وہ
مہر رکھتے ہیں ان سے از حد وہ

ہیں فدا وہ مسیح و مہدی پر
معتقد اور مرید ہے کل گھر

ہیں خلیفہ کے دل سے تابعدار
اس کے فرمان پر ہیں دل سے نثار

خادمِ اہل بیت ہیں ویسے
الغرض احمدی ہیں وہ پکے

قادیاں کے وہ نام پر ہیں فدا
ان کے دل میں ہے صدق مہر و وفا

بڑی اُلفت سے مجھ سے پیش آئے
بڑے اکرام وہ بجا لائے

کہ نکلتی ہے میری دل سے دعا
فضل ان پر کرے مرا مولا

میری خدمت میں وہ رہے حاضر
کام میں سب کے وہ ہوئے ناصر

مجھکو آرام و چین خوب دئے
فی الحقیقت بہت ثواب لئے

ہاتھ پاؤں وہ میرے دھوتے تھے
دیکھ کر مجھکو شاد ہوتے تھے

ہاتھ پاؤں کبھی دباتے تھے
کبھی میوہ مجھے کھلاتے تھے

خاطر کرتے تھے میرے آنے کا
تھا انھیں رنج میرے جانے کا

اچھی اچھی غذائیں لاتے تھے
اور مجھے شوق سے کھلاتے تھے

میرے آنے کی تھی مچی اک دھوم
تھے وہ سب خادم اور میں مخدوم

پاؤں پر میرے آنکھ دھرتے تھے
جان قربان مجھ پہ کرتے تھے

جانتے تھے مجھے وہ اک نعمت
اور خدائے بریں کی اک رحمت

نہ سماتے تھے جامہ میں پھولے
کل زمانہ کے کام تھے بھولے

تھے وہ ہر وقت مجھ پہ دلدادہ
ان کی خوشیوں کا تھا نہ اندازہ

تھے زن و مرد ان کے مجھ پہ فدا
جانتے تھے مجھے وہ فضل خدا

تھے وہ پروانے اور میں تھا شمع
گرد رہتے تھے ہر گھڑی وہ جمع

تھا محبت کا ان کے دل میں جوش
عشق احمد میں تھے وہ سب مدہوش

مولوی صاحب ان کے ہیں اُستاد
ان کا سُنتے ہیں دل سے وہ ارشاد

کرتے ہیں سب بہت ادب ان کا
ان کی صحبت سے یہ ملا رُتبا

اور محکوم ہیں وہ ہیں سردار
کل جماعت کے ہیں وہ نمبر دار

ہیں محمد وہ اور بڑے ہی سعید
فضل حق نے انھیں کیا ہی رشید

ان کی کوشش سے وہاں ہوا چندہ
دل سے ممنون ان کا ہے بندہ

ہیں وہاں چند یار با اخلاص
اور ہیں عام اور وہ ہیں خاص

کی اُنھوں نے مری بہت امداد
فکر و غم سے وہ ہوں سدا آزاد

متفرق ہیں احمدی احباب
بعض کم یاب بعض ہیں نایاب

بس فقط مجھ سے چند یار ملے
بعض کم بعض بار بار ملے

بعض نے شکل ہی نہ دکھلائی
نہ ملی ان سے ایک بھی پائی

بعض نے کچھ روپے تو بھجوائے
آپ ملنے کو پر نہ وہ آئے

چل کے آیا تھا میں ہزاروں میں
تھا جو قسمت میں ہمنے وہاں سے لیا
حیدرآباد ہے بڑا اک شہر
شہر کے بیچ سے گذرتی ہے
اس میں آیا تھا پچھلے سال اُبال
ہوا برباد نصف افضل گنج
ابھی طوفان کے عیاں ہیں نشان
ہے مسلمانوں کا وہی اک شہر
ہے بہت ہی سخی وہاں کا شاہ
نیک اس کو ملیں مشیر و وزیر
نیک بنجائیں مفتی و عالم
متقی ہوویں اس جگہ کا سیر
شرک ہو دور بدعتیں ہوں دور
دفع ہووے شراب اور سیندھی
چلے اور تعزیہ فنا ہوویں
ہوویں بازار ... رشوتوں کے سرد
رنڈیاں سب نکاح پڑھوا لیں
سب ہوں آئین شرع کے پابند
حکم دیدیں یہ شاہ والا جاہ
جو ہیں اس شہر میں وہ یہاں سے جائیں نکل
سود خوار اور شرابخوار نہوں

نہوئی پر مگر مری زنبیل
چند دن رہ کے میں نے کوچ کیا
موسیٰ ندی ہے اس میں مثل نہر
سخت پتھر کی اس کی دھرتی ہے
کر دیا جس نے شہر کو پامال
حیدرآباد کو ہے اس کا رنج
حق سے ڈرتے نہیں مگر نادان
جس میں چلتی ہے سیم و زر کی نہر
حق تعالیٰ کی ہووے اس کو پناہ
فضل اس پر کرے خدائے قدیر
ظلم سے باز آئیں اب ظالم
ہوویں باشرع اس جگہ کے فقیر
دور اندھیر ہو عیاں ہو ..... نور
نہ بکے برملا کہیں ...... تاڑی
لوگ سب وہاں کے باصفا ہوویں
ظالموں کے گھروں سے اُٹھے گرد
شرع کے حکم کو قبول ... کریں
بنے ہر ایک شخص دانشمند
نہ رہے کوئی شہر میں گمراہ
کریں آباد جاکے وہ جنگل
چور و بدکار و غدار نہوں

سب نکل جائیں رہزن و بٹ مار / ہووے گلزار سے جدا ہر خار
دینداروں کی دل سے ہووے قدر / اب تو بالکل مچا ہوا ہے غدر
مفت خوروں کو مال ملتے ہیں / پاجیوں کو جلال ملتے ہیں
مفت پاتے ہیں منصب و تنخواہ / روز و شب کرتے ہیں خدا کے گناہ
جو فریبی ہے وہ ہے والا قدر / جو ہے مکار اس کی جا ہے صدر
ہے خوشامد کا گرم تر بازار / مستحق رحم کے ہیں خستہ و خوار
سچے جھوٹے ہیں جھوٹے سچے ہیں / قاعدے اس جگہ کے کچے ہیں
جو منافق ہیں وہ تو ہیں صدیق / نام صدیق کا ہے وہاں زندیق
کچھ عجب الٹی چال کا ہے شہر / وہاں کی آب و ہوا میں ہے اک زہر
جس کو دیکھو ہے اس میں نام و نمود / دولت دنیوی ہے بس مقصود
دل میں کچھ ہے زبان میں کچھ ہے / دھیان میں کچھ بیان میں کچھ ہے
امرا کو تو سجدے کرتے ہیں / ان کے پانوں میں جا کے گرتے ہیں
شکل انسان سیرت شیطان / بلکہ شیطان کے بھی باوا جان
علما بھی یہود سیرت ہیں / با بصارت ہیں بے بصیرت ہیں
سب سے بڑھکر خراب ہیں صوفی / ایسے کوئی کہ جو ہیں لایوفی
ڈھولکی پر وہ ناچتے ہیں سدا / دل میں باقی نہیں ہے خوف خدا
زر کمانے کی ساری گھاتیں ہیں / دوغلی ان کی ساری باتیں ہیں
بڑے دغاباز ہیں بڑے مکار / نہیں ابرار بلکہ ہیں اشرار
امرا کا تو پوچھنا کیا ہے / حق نے اُن کو تو مال بخشا ہے
جسقدر چاہیں وہ فساد کریں / اپنے مولا کو کیوں وہ یاد کریں
نہ خدا کا نہ ہے رسول کا ڈر / نہ کبھی قاعدے نہ دل کا ڈر

شب کو ہے عیش دن کو ہے آرام
روزہ ہے اور نماز ہے کیا کام

جو انہیں چاہئے مہیا ہے
ناچ ہے راگ ہے تماشا ہے

پاس رہتے ہیں ان کے جو خدام
ان کو سچ بولنا ہے سخت حرام

راستی کے طریق سے ہیں دور
فاسق اور فاجر اور بڑے مغرور

نامِ مولا زباں پہ لاتے نہیں ہو
کبھی حق کی قسم بھی کھاتے نہیں

ذکرِ عقبیٰ حرام ہے اُن کو
اس سے ہوتا زکام ہے ان کو

کارہائے عناد ہوتے ہیں
ان سے وہ شاد شاد ہوتے ہیں

کام بھڑویکا خوب دیتے ہیں
اس کے بدلے میں نقد لیتے ہیں

ہیں بلاشک و عاشق دینار
ہیں وہ شیطاں کے خاص برخوردار

دونوں ظالم ہیں خادم و مخدوم
حق کے فضل و کرم سے ہیں محروم

حق تعالیٰ کے جو ہیں نافرمان
ان کو کہنا نہ چاہئے انسان

ہونگے آخر کو وہ ذلیل و تباہ
ہیں بڑے نامراد اور گمراہ

ان کے افعال سے ہے حق بیزار
انپہ آخر پڑیگی اس کی مار

جمع ہوتے ہیں قہر کے سامان
آئیگا ایک روز پھر طوفان

بھائیو کچھ خدا کا خوف کرو
قہر قاہر سے اپنے دل میں ڈرو

خود پسندی کو چھوڑ دو بالکل
قید عصیاں کو توڑ دو بالکل

چھوڑ دو سب نفاق کی باتیں
کرو حق کے وفاق کی باتیں

توبہ کرلو گناہ سے باز آؤ
تم نہ بیراہ اس طرح سے جاؤ

نہ کرو قبر پر رکوع و سجود
ایک اللہ سب کا ہے معبود

قبر والے بیچارے ہیں معذور
اور تم ہوگئے ہو عقل سے دور

نیک اور بد سب اُسی کے بندے ہیں
بعض ہیں پاک بعض گندے ہیں

حق کے گھر کا نہیں کوئی مختار
ہیں تمہارے خیال سب بیکار

حق سے مانگو کہ ہو قبول دعا
اس کا دروازہ ہے ہمیشہ کھلا

وہی اولاد و مال دیتا ہے
وہی جاہ و جلال دیتا ہے

وہی کرتا ہے فکر سے آزاد
اس سے ہی ملتی ہے ہر ایک مراد

وہی ہمکو ہمیشہ پالتا ہے
کل بلاؤں کو وہ ہی ٹالتا ہے

اس کے در کے ہو فقیر مدام
وہی آتا ہے بیکسوں کے کام

بخشتا ہے وہی مراد دلی
کچھ بھی دیتا نہیں ہے کوئی ولی

ہیں تمہارے خیال سارے خام
ہیں تمہارے دلوں کے یہ اوہام

مبتلا شرک میں ہوئے ہو تم
راہ حق کو کیا ہے تم نے گم

دربدر تم بھٹکتے پھرتے ہو
آسماں سے زمیں پہ گرتے ہو

شیر سے بنگئے ہو تم روباہ
آدمی سے بنے ہو خر واللہ

درِ حق ہے کھلا چلے آؤ
اور جانب نہ تم کبھی جاؤ

حق کے آگے نہیں ہے کچھ دشوار
ہو نہ قبروں پہ جا کے خستہ و خوار

چھوڑ دو مردہ پرستی اے یارو
تعزیو پر نہ جا کے جھک مارو

جو تمہیں چاہئے خدا سے لو
شاہ سے لو نہ تم گدا سے لو

گر نہ باز آؤ گے تو ہو گے خوار
چھوڑ دو تم یہ راہ شرم و عار

بندے بنجاؤ اپنے مولا کے
منگتے کہلاؤ اپنے داتا کے

موڑ لو منھ کو غیر حق سے تم
سیدھے رستے سے ورنہ ہو گے گم

خیر خواہی سے یہ نصیحت ہے
نہ سمجھنا کہ یہ فضیحت ہے

باز آؤ تو ہے بہت اچھا
بخدا ورنہ ہو گے تم رسوا

ذلت و خواری تم پہ آوے گی
شان و شوکت تمہاری جاوے گی

چشم عبرت سے دیکھو دلی کو
لکھنؤ کی طرف ذرا... دیکھو
توبہ اب کرلو تم گناہوں سے
ورنہ جب سر پہ آفت آویگی
کرو تم توبہ ..اور..... استغفار
ڈرو اللہ کے عذاب سے تم
چھوڑو اپنے خصائل بد..... کو
نہیے لبالب گناہ کا پیالہ
صدق دل سے رجوع ہوجاؤ
چھوڑدو ہر طرح کا فسق وفجور
مجھکو منظور خیر خواہی ہے
چھوڑو سرتابی تاکہ ٹل جائے
مجھکو آتا ہے بار بار خیال ۔
نہ منغض ہویہ تمھارا عیش ..۔
مہربانی کے کام تم کرلو
عذر کرلو عذاب سے پہلے
مان لو حق کے سارے تم احکام
کرو ظاہر شکستہ حالی کو
حق کے ہاں اپنے عذر پیش کرو
اس کے در پر کرو تم آہ وفغاں
اس کا کرتے رہو سدا تم ذکر

اس کی حالت سے تم نصیحت لو
دوستو خوب فکر و غور کرو
باز آؤ بدی کی راہوں سے
پیش کچھ بھی نہ پھر تو جاویگی
بخشش ہے تاکہ تم کو وہ غفار
فضل مانگو بس اس جناب سے تم
کام پہنچا ہوا ہے اب حد کو
اب نہ پھیرو نہ بسر کی..... مالہ
شرک وبدعت سے جلد باز آؤ
تاکہ ہوجاؤ فقہ حق سے دگر
سر پہ آئی ہوئی تباہی ہے
ہے جو قسمت کا بل نکلجائے
کہ دگرگوں نہو تمھارا حال
حق تعالیٰ کو تمپہ آئے نہ طیش
پہلے خوف وخطر سے تم ڈرلو
مان لو اضطراب سے پہلے
جلد دو اس کو صلح کا پیغام
چھوڑ دو اپنی لا ابالی کو
خوف سے اس کے دل کو ریش کرو
اس میں ہے امن اور اسمیں اماں
اپنے انجام کی کرو کچھ فکر

یہ دنیا کے ملک عقبیٰ ہے | دل میں سوچو وہاں بھی جانا ہے
تم کرو شکر تا نہ آئے زوال | تم کرو صبر تا نہ آئے ملال
دل میں ڈرتے رہو خدا سے تم | کرو کچھ شرم مصطفیٰ سے تم
اس کی سنت پہ تم جماؤ قدم | اس سے ہرگز نہ ہو جدا اک دم
آل واصحاب کے خلاف نہ ہو | ان کے اعداء سے دل میں صاف نہ ہو
کل اماموں کو دل سے تم مانو | ان کو اپنا بزرگ تم جانو
کرو آداب اولیاء کا تم | فضل حاصل کرو خدا کا تم
مانو مرزائے قادیان کو اب | چھوڑو اس شور اور فغان کو اب
نہ کرو بغض حق کے پیاروں سے | تا بچو تم خدا کی ماروں سے
مہدی وقت و عیسیٰ دوراں | آیا بھی اور ہو گیا وہ رواں
تم نے اسکو مگر نہ پہچانا | تم نے اس کو دروغ گو جانا
اس نے دکھلا دئے نشاں صدہا | کیا شیطان نے تمہیں اندھا
دل و جاں سے تم اس سے دور رہے | شکل سے اس کی تم نفور رہے
کوئی اس کی سنی نہ تم نے بات | وقت کو تم نے کھو دیا ہیہات
فضل مولا کو تم نے ٹال دیا | بلکہ اس کو بہت ملال دیا
تم نے باتیں بنائیں بے تحقیق | حق سے منکر ہوئے بنے زندیق
کہکے کافر اسے بنے کافر | ہو گئے آہ خائب و خاسر
تمکو بد علیموں نے کھویا ہے | خود ستائی نے بس ڈبویا ہے
چھوڑ دو ناز اور تبختر تم | ترک کرو بس اب تکبر تم
اس کی تصدیق تم کرو دل سے | مان لو اس کو عزم کامل سے
شوق سے تم کتاب اس کی پڑھو | تم نہ پیچھے ہو تو اب آگے بڑھو

راہ مولا میں چند گام بڑھاؤ
سیکھنے علم قادیان کو جاؤ

سخت دل کو کرو تم اپنے نرم
دل میں اپنے کرو خدا سے شرم

نور بیشک ہے نور دین کے پاس
تم نہ دل میں کرو ذرا وسواس

کرو حاصل تم اس سے جاکر نور
کرلو یہ بات تم مری منظور

چھوڑ دو خودستائیاں یارو
کرو حاصل بھلائیاں یارو

حیدرآباد میں نہیں ہے نور
نور ہے نور دیں کے پاس ضرور

جاؤ اور جاکے اس سے نور کو لو
ہاتھ کو اپنے اس کے ہاتھ میں دو

جو وہ رستہ دکھائے وہ مانو
پیشوا اس کو اپنا تم جانو

ہے اندھیرا پڑا جہان میں اب
لمپ جلتا ہے قادیان میں اب

اس سے جاکر چراغ اپنا جلاؤ
تم نہ دھوکا کسیکا ہرگز کھاؤ

حق کے انوار قادیاں میں ہیں
نیک و ابرار قادیاں میں ہیں

نہیں انوار میں ذرا بھی نور
بے بصیرت کی آنکھ اس کی کور

مانو تبلیغ کی خدا کے لئے
سب پتے ملنے تم کو ٹھیک دئے

مان لوگے تو بس بھلا ہوگا
مہرباں تم پہ وہ خدا ہوگا

گر نہ مانا ملے گی تم کو سزا
ہوگے دونوں جہاں میں تم رسوا

جب عذاب الٰہی آویگا
کون اس سے تمہیں بچاویگا

جب لگیگی تمہارے گھر میں آگ
مولوی اور پیر جائینگے بھاگ

گر پڑینگے تمہارے بتخانے
ہونگے سب بت پرست دیوانے

بھاگ جائینگے سب بت منڈے
جو پہناتے گلوں میں ہیں گنڈے

جھاڑ پھونک اپنی جائینگے سب بھول
جو کہ قبروں پہ ہیں چڑھاتے پھول

تعزیوں کے پجاری رہ جائینگے
عزت و آبرو کو تم کھوئینگے

بیٹھ رہو نہ آئینگے کچھ کام
ہوگا ظاہر جہاں میں حق کا جلال
جو پھرتے ہیں جو کہ حق آگاہ
آنکھیں کھل جائینگی تمھاری پھر
جبکہ ہونے لگوگے تم برباد
ہے یہ بہتر کہ تم سنبھل جاؤ
آفت و قہر تم سے دور رہے
دل سے بجاؤ حق کے فرمانبر
چھوڑو غفلت کو اور ہو ہشیار
نیک دیوانہ ہوں نہ ہے یہ بڑ
جوش الفت سے اک نصیحت ہی
موسیٰ ندی نہیں گئی ہے دور
پھر اگر جوش میں وہ آجائے
ہیں ہزاروں طرح کے قہر و عذاب
ہیضہ ہے ایک ایک ہی طاعون
کیا تمھارے لئے ہے لئے امان
ہے یہ مطلب کہ چھوڑو غفلت
بڑے آرام سے رہو آباد
جز خدا کون ہے کسی کا یار
وہ تو کرتا نہیں ذرا...... گرمی
لوگ جب ہوتے ہیں بہت بیباک

دور ہو جائینگے تمھارے کل اوہام
دم بخود ہو کے جب رہو گے بہ حال کمال
دیکھینگے نہ وہ کسی کو پناہ
چار جانب سے جاؤگے جب ہار
بات آئیگی تب ہماری...... یاد
تاکہ اُس وقت تم نہ پچھتاؤ
بچ ہو دور اور سرور رہے:
نہ رہو اس طرح سے تم خودسر
چھوڑ دو کارہائے دل آزار
دیہ مضمون لیا ہے بینے گھڑ
یہ نہ سمجھو کہ دور آفت ہے
غافلو تم نہ ہو ذرا مغرور
کون ہے جو کہ اس کو ٹھہرائے
جس نے دنیا کو کر دیا ہے خراب
مارتے ہیں جہاں پہ جو شبخون
پیس ڈالا جنھوں نے ہندوستاں
تاکہ ہو دور تم سے یہ لعنت
ہو نہ قہر و غضب سے تم برباد
کھولتا ہے جو عقدہ دشوار
اس کے ہر کام میں ہے اک نرمی
تب وہ کرتا ہے اک جہاں کو ہلاک

تھرسے اسکے ہے اسیکی امان
حیدرآباد ویو ڈیرو اب اس سے
اس کے در پر گرو بصد زاری
تم کرو شکر تا بڑھے نعمت
کرکے ناشکریاں نہ آفت لاؤ
چھوڑ دو ہر طرح کے شر و فساد
فضل کا رب کے تم پہ ہو سایہ
آنے والی بلائیں ہوویں دور
جو ہیں اُجڑے ہوے وہ ہوں آباد
نظرِ بد یہاں سے دور رہے
ملک سرسبز شاہ ہووے شاد
مالک الملک کی ہو تم کو پناہ
ہو شہنشاہ مہرباں تم پر
یہ دُعا ہے تمھاری آنکھ اٹھلے
کفر اور شرک ہو یہاں سے دور
لوگ ہوں اس جگہ کے فرمانبر
ڈھولکی اور تنبورے توڑے جائیں
جو محرم میں ہوتی ہیں بدعات
ان سے پرہیز ہو خدا کے لیے
بازیاں باسنے دور ہوویں کل
جو ہیں بگڑے ہوے وہ بنجاویں

ورنہ مرجائے ایک پل میں جہان
التجا عفو کی کرو اس سے
تا نہ پیش آئے کوئی دشواری
دور تم سے رہے ہر ایک آفت
اپنے مالک سے تم ذرا شرماؤ
تا رہو امن و چین سے آباد
دن بدن ہو بلند تر پایہ
تم جنابِ خدا میں ہو منظور
اور جو آباد ہیں وہ ہوں دلشاد
نہ یہاں کوئی بھی فتور رہے
دے خدا اس کو [illegible] کے دل کی مراد
سیدھے رستہ سے تم نہ ہو گمراہ
ہو نہ تیرہ کبھی جہاں تم پر
فضلِ حق سے دلوں کی میل دھلے
حیدرآباد شہر ہو پُر نور
دل میں پیدا ہو ان کے حق کا ڈر
کان منافق کے مروڑے جائیں
ہولیاں بھی ہیں جن کے آگے مات
مستعد لوگ ہوں حیا کیلئے
نشہ سیندھی کا ہو نہ نشہ مُل
سارے جھگڑے یہ بانکپن جاویں

دل ہو پُر خوف آنکھ ہو پُر شرم
یہ تکلف یہاں سے اُٹھ جاوے
وعدہ کرکے خلاف اس کا نہو
دور ہووے یہاں سے بغض وحسد
امرا میں رہے نہ یہ چشمک
درد و دکھ میں شریک ہوں بھائی
ہر کسی سے معاملہ ہو صاف
ہیجڑے شہر سے نکل جاویں
ہوں زناکار عورتیں ناکام
ناچ گانا ہو شہر سے موقوف
بچہ بازی کی رسم اُٹھ جاوے
دھوکہ بازی نہو سناروں میں
پیر ہوں حق نما نہ دھوکہ باز
مولوی علم پر نہوں مغرور
پاک دل ہوویں مفتی و قاضی
سگ دنیا نہ پیر ہوں نہ فقیر
مرتشی ہو نہ اہل کار کوئی
کوتوالی میں ہو سدا انصاف
ہوں سپاہی درشت چوروں پر
جیب کتروں کی ہو گرفتاری
عورتوں کے مرید مرد نہوں
ہوں بڑے لوگ عاجزوں پر نرم
سادگی ہر مزاج میں آوے
جھوٹ باقی رہے نہ یکسر مو
ہو نہ باقی فرادلوں میں کد
کوئی بھائی نہ دے کسی کو زک
بھائیوں کی کریں نہ رسوائی
مومنوں کے عیاں ہوں سب اوصاف
کسی تقریب پر نہ وہ آویں
کوئی انسے کرے نہ جا کے حرام
کوئی اس کام میں نہو مصروف
شہر پر تا نہ قہر حق آوے
مردہ خوری نہو چماروں میں
اُن میں دنیا کی ہو نہ باقی آز
اہل دنیا نہ عقل سے ہوں دور
اپنے اللہ کو کریں راضی
مست دولت نہوں یہاں کے امیر
دیکے رشوت نہووے خوار کوئی
تھانہ داروں کے نیک ہوں اوصاف
قہر ہووے حرام خوروں پر
نہ رہے شہر میں یہ بیماری
گرم ہوں اس قدر وہ سرد نہوں

مرد و داڑھی منڈا کے شاد ہوں
مرد ریشم سے اجتناب کریں
الغرض کل برائیاں جائیں
حیدرآباد ہو سدا آباد
ناصر اب مختصر یہ کر قصہ
مختصر سی یہاں جماعت ہے
ایک ان میں سے ہیں بشارتعلی
زندگی ان کی سادہ ہے اور صاف
مولوی جی کے گھر میں دختر تھی
بیٹے وہاں خطبہ نکاح پڑھا
کوئی غوغا نہ تھا نہ تھا کچھ شور
سادہ محفل تھی اور سادہ لباس
قادیاں کی طرح ہوئے سب کام
خیر و خوبی سے ہووے ان میں نباہ
وہ نمونہ بنیں صداقت . . . کا
ان کے ہاں نیک و پاک ہو اولاد
ان سے جاری ہو ایک نسل نیک
کیا قائم نمونہ سنت . . . کا
ان کا سارا گھرانا شاد رہے
خوف ان کو نہ ہو نہ کوئی گزند
آفتیں اور مصیبتیں رد . . . ہوں

برخلاف شرع فساد نہ ہوں
کام ہرگز نہ وہ خراب کریں
ان کے بدلے میں نیکیاں آئیں
اس کے دشمن ہمیش ہوں برباد
لیکے بیٹھا ہے تو یہ کیا قضیہ
جس کی عادت خدا کی طاعت ہے
اپنے ہو فضل حق خفی و جلی
نہیں کرتے کبھی وہ حق کے خلاف
اس سے بیاہے گئے بشارتعلی
مختصر ہے یہ حال محفل . . . . کا
ساری رسموں کو کر دیا در گور
کوئی موجود تھا نہ وہاں خناس
میاں بیوی کا نیک ہو انجام
مرے مولیٰ کی ان کو ہووے پناہ
سامنا ہو نہ ان کو آفت کا
نہ پڑے اپنہ کوئی بد افتاد
دور تک پھیل جائے اصلِ نیک
برسے پیہم ان پہ فضل و رحمت کا
دور ان سے ہر اک فساد رہے
ایک مدت تک رہیں وہ دولتمند
ان میں شامل نہ فاسق و بد ہوں

ان کے حق میں خدا سے ہے یہ دعا
حیدر آباد میں رہا میں خوب
جسطرف دیکھو تھے کھنڈر آثار
کچھ نہ کچھ روز مجھکو ملجاتا
آخرش آگئے غلام اکبر
پھر تو مینے وہاں سے کوچ کیا
حیدر آباد سے چلی گاڑی
دو بجے بادگیر میں پہنچے
سیٹھ صاحب وہاں نہ تھے حاضر
ان کو لیکر گیا میں تیماپور
معہ ہمراہیوں کے تھے ہم چار
چار دن اس جگہ رہے پیہم
آدمی ہیں وہاں کے تابعدار
خضر نے ناؤ کو ڈبویا ہے
اسکو اک حال پر قرار نہیں
وہ ہی عیسیٰ ہے اور وہی مہدی
ہے تو دیوانہ پر وہ ہے ہشیار
اس نے اچھی جمائی ہے پٹی
قادیان بنگیا ہے تیماپور
خواب آتے ہیں اس کو بیعت کے
بعض کو کر لیا ہے اس نے مرید

اپنے دار و نہووے کوئی بلا
پر نہیں شہر یہ مجھے محبوب
جس طرف جاؤ جھوٹ کا بیپار
اس لیئے وہاں سے میں تنہا آتا
سیٹھ کے ہاتھوں کو کر دیا پر زر
اور بشارت علی نے ساتھ دیا
وقت دوپہر آگئی واڑی
سیٹھ صاحب کے گھر میں جا اتری
ایکدن بعد آگئے آخر
راہ میں ہم رہے بہت مسرور
ہوئی آسان وہ رہ دشوار
تب ملے جا کے کچھ وہاں دو ہم
پیچدار انکا ہے مگر سردار
ستیاناس اس نے کھویا ہے
قول کا اس کے اعتبار نہیں
ہے وہ مکار یا کہ ہے خبطی
بنگیا ہے وہاں کا ممبر دار
ہے وہ مامور اور خدا کا نبی
اور وہ مغرور گو وہاں معمور
ہیں کرشمے یہ اس کی حکمت کے
حرکت اس سے ہوئی ہے اس کی

بنگیا کام اس کا حسب مراد
ہو گیا ہے وہ اب بہت آزاد

مجھ سے لیکن ادب سے پیش آیا
چندہ بھی اس نے مجھکو دلوایا

پر نہ تھا مجھ سے اس کا سینہ صاف
اور بھی اور بھی یہ تھے الطاف

وہاں جماعت کے دو بنی ہیں فریق
اس کی اُلفت میں ایک تو ہے غریق

دوسرے کو ہے قادیاں کا خیال
اسکو کرتے نہیں وہ مالا مال

ہیں خلیفہ کے دل سے تابعدار
رہتی ہے ان میں کچھ نہ کچھ تکرار

اس کی ماموریت کے منکر ہیں
اور نبوت کے اس کی کافر ہیں

میں نے دونوں کو خوب سمجھایا
پر نہ ماموں ضد سے باز آیا

کی مری بات دوسروں نے قبول
ہو گیا مجھکو وہاں سے چندہ وصول

سیٹھ صاحب نے کی مری امداد
مل گیا مجھکو چندہ حسب مراد

پانچویں روز ہم وہاں سے چلے
یادگیر میں شام کو پہنچے

سیٹھ صاحب نے کی میری نصرت
اکثروں پر وہ لیگئے سبقت

[illegible] عنایت ہو
اُنپہ مولا کی میرے رحمت ہو

میاں عبدالکریم شاد رہیں
ہر طرح سے وہ بامراد رہیں

دوسرے روز میں نے کوچ کیا
اور بشارت علی نے ساتھ دیا

وادی تک آئے وہ مرے ہمراہ
میرے مولا کی اُن کو ہووے پناہ

وہاں سے وہ ہو گئے جدا مجھ سے
چھٹ گیا ایک آشنا مجھ سے

حق کی نصرت ہو ان کی شامل حال
ہے جدائی کا ان کی مجھکو ملال

آدمی نیک و نیک سیرت ہیں
سنجدا صاحب بصیرت ہیں

پہنچیں اپنے وطن میں وہ مسرور
ان سے رہویں سدا بلائیں دور

صبحدم بمبئی میں میں پہنچا
ایک بھائی کے گھر پہ جا اترا

بمبئی میں ہیں بس فقط دو یار
ہیں مسیحا کے دل سے ہما بیدار

بس انھیں دو کا رہا مہمان
مشکلیں اُن کی ہوں سدا آسان

ایک ہیں ان میں سیٹھ اسمٰعیل
سب کے ہر کام کے وہی تھے کفیل

کی انھوں نے مری بڑی امداد
فکر سے ان کو حق کرے آزاد

شہر و اطراف کی کرائی سیر
دے خدا ان کو دو جہاں کی خیر

پانچ دن تک وہاں قیام ہوا
قصۂ بمبئی تمام ہوا

چندہ سب بھائیوں نے مجھکو دیا
خوش بخوش میں وہاں سے کوچ کیا

یار پہنچا گئے مجھے تا ریل
اس طرح سے منڈھے چڑھی یہ بیل

رفتہ رفتہ میں دلی جا پہنچا
وہاں سے پھر قادیاں میں آ پہنچا

کچھ دنوں ٹھہرا رہ میں امرتسر
ہے وہاں ایک میرا نور بصر

اس سے ملکر ہوا مرا دل شاد
ہوا میں فکر و غم سے بس آزاد

گیا لاہور تھوڑے دن کے لئے
جا کے مبلغ وہاں وصول کئے

خوش بخوش میں وہاں سے قادیان آیا
سبکو آرام میں یہاں پایا

ہے خدائے بریں کا شکر و سپاس
ہے اسی سے ہر اک طرح کی آس

وہی دورہ میں میرا یار رہا
وہی ہر غم میں غمگسار رہا

جب کیا میں نے اسکو دل سے یاد
برمحل اس نے کی مری امداد

مجھکو جو کچھ ملا اسی نے دیا
فضل جو کچھ کیا اسی نے کیا

حمد ہے اس کی اول و آخر
جس کا ہے سب یہ باطن و ظاہر

ناصر اس کی پناہ چاہتا ہے
اس کی جانب کو راہ چاہتا ہے